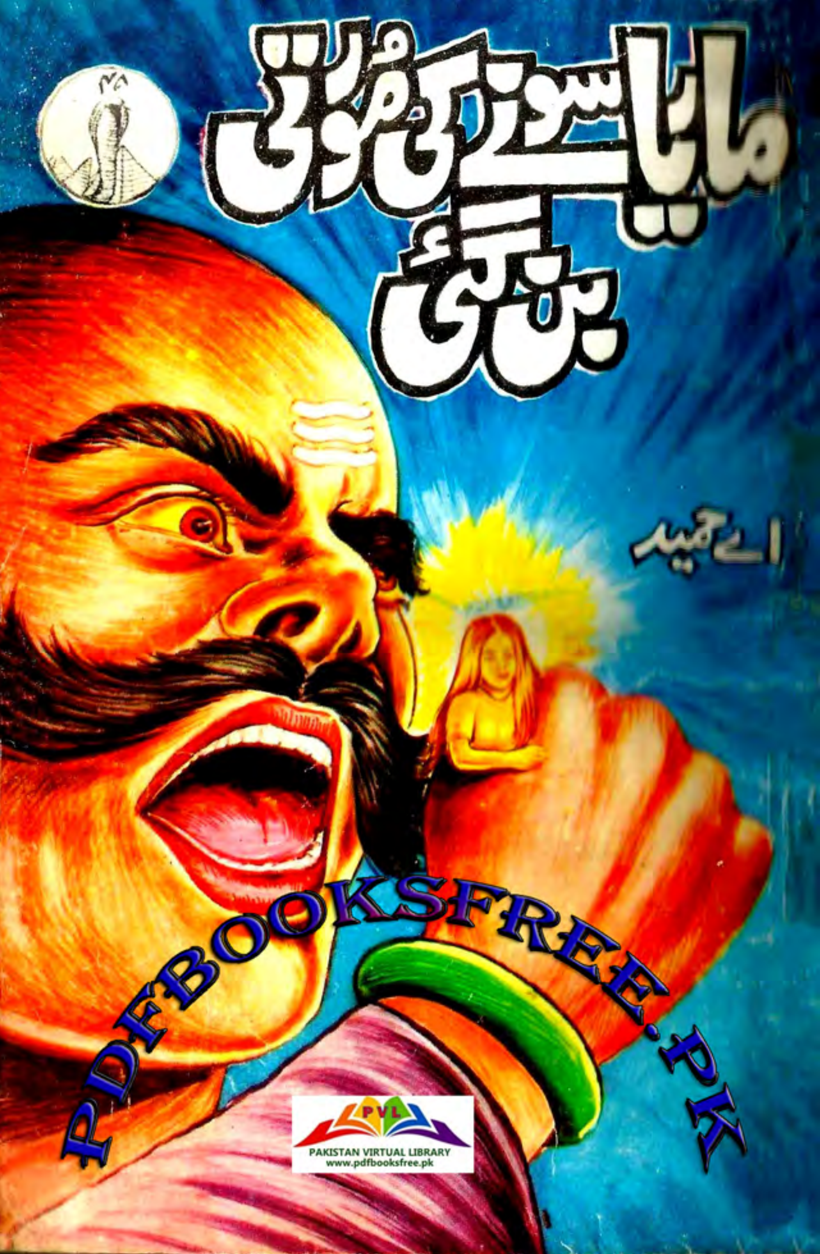

PDFBOOKSFREE.PK
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سرگزشت پراڈکشن ...
جلال انور

قیمت : چھ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں
بار اول :
تعداد : دو ہزار

ناشر : مکتبہ القریش [illegible] شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع : تاج پرنٹنگ پریس لاہور

سلطان محمود غزنوی اور سومنات

دوسری طرف راجا نے تمام ہندوستانی راجاؤں کا اجلاس طلب کیا اور میٹنگ میں یہ طے کیا کہ اب جب کہ تمام ہندوستان کے راجاؤں کی فوجیں کاٹھیا واڑ پہنچ گئی ہیں کیوں نہ خود ہی بڑھ کر محمود پر حملہ کر دیا جائے جنگ کا نقشہ تیار ہوتا رہا اور اس پر تمام راجاؤں کی بحث ہوتی رہی۔ اس کمرہ میں کسی کو بھی جانے کا حکم نہ تھا۔ لیکن ماریا کو کون روک سکتا ہے۔

جنگ کا نقشہ تیار ہو گیا اور اس میں طے ہو گیا کہ کس راجا کی فوج اس کی کمان میں کدھر سے اور کس راجا کی فوج جنگ میں کدھر سے حملہ آور ہو گی۔ تمام نقشہ ایک بڑی میز پر پھیلا ہوا تھا۔ اور اس پر بحث مباحثہ جاری تھی جبکہ ماریا سب کچھ سن بھی رہی تھی۔ اور آرام کے ساتھ ان راجاؤں کے درمیان کھڑی ہوئی اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک کپڑے پر اسے نقل بھی کرتی جا رہی تھی، جو اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ لہٰذا حملے کا دن مقرر ہو گیا اور یہ خفیہ میٹنگ بھی برخواست ہوئی۔

راجاؤں کے ساتھ ہی ماریا بھی باہر آئی اور سیدھی ناگ کے پاس پہنچ گئی جو راجا کی فوجی وردی میں اسے عجیب سا لگ رہا تھا اور اسے دیکھ کر ہنسنے لگی۔

ناگ نے کہا کیا ہوا ماریا بہن میری شکل بدل گئی ہے یا یونہی ہنسی آ رہی ہے۔

ماریا نے کہا ناگ بھائی تم اس وردی میں بالکل اچھے نہیں لگ رہے تمہارے جسم پر تو اسلامی فوجی وردی بہت اچھی لگتی۔

ناگ نے کہا تو اتار پھینکتے ہیں یہ سب تو تمہارے ہی کہنے سے کیا ہے ہمارا کیا ہے۔ سلطان کی فوج میں جا پہنچتے ہیں۔

ماریا نے کہا نہیں یہاں رہنا بھی ضروری ہے میں نے جنگ کا تمام نقشہ کپڑے پر اتار لیا ہے ماریا نے کپڑا میز پر رکھ دیا تو ناگ کو دکھائی دیا اور اس نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا اسے اب سلطان تک پہنچانا تمہارا کام ہے۔

ماریا نے کہا تم سے اسی لئے ملنے آئی ہوں کہ حملہ کا دن سوموار طے ہو گیا ہے وہ سومناتھ کے نام کے دن ہی سوموار کو حملہ کرنا چاہتے ہیں جبکہ سنا ہے سلطان کو اپنی باقی فوج کا انتظار ہے اور ہندو یہ موقع نہیں دینا چاہتے راجا کے جاسوس نے اطلاع دی ہے کہ تمام راجاؤں کے اتحاد اور ان کی اکٹھی فوجی طاقت سے متاثر ہو کر سلطان نے اپنا ایک آفیسر فوجی امداد کے لئے روانہ کر رکھا ہے اور مزید کمک کے انتظار میں بیٹھا ہے۔

ناگ نے کہا یہ تو ٹھیک ہے سلطان کے پاس تو اس فوج کا چوتھائی حصہ بھی موجود نہیں بہرحال تم فوراً یہ نقشہ لے کر روانہ ہو جاؤ۔ مجھے بھی حکم ملا ہے کہ فوجی آفیسروں کی میٹنگ میں حاضر ہو جاؤں پھر دونوں اپنی اپنی مہم پر روانہ ہو گئے۔

عنبر اپنے خیمے میں لیٹا سوچ رہا تھا کہ نہ جانے ناگ اور ماریا سے اب کہاں اور کیسے جگہ ملاقات ہو گی کہ اسے ماریا کی خوشبو محسوس ہوئی اور اس نے کہا ماریا بہن تم ہو خوشبو اور قریب سے محسوس ہوئی اور اس نے کہا ماریا بہن تم ہو۔

ماریا نے کہا ہاں خدا کا شکر ہے تمہیں پھر سے اپنی اصلی حالت میں دیکھ رہی ہوں تمہاری تلاش میں ہم نے اس ملک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا کونا کونا چھان مارا۔ لیکن تم سے ملاقات نہ ہو سکی ناگ
بھائی بھی تمہارے لئے بہت اداس ہیں۔
عنبر نے کہا تو کیا ناگ تمہارے ساتھ ہی ہے۔
ماریا نے ہنستے ہوئے کہا وہ توراجا کی فوج کے ایک
آفیسر ہیں۔ میرا دل کہتا تھا کہ تم سے اسلامی فوج میں ہی
ملاقات ہوگی میں جنگ کا یہ نقشہ لے کر آئی ہوں۔
ہندوؤں کو جاسوسوں سے معلوم ہوگیا ہے کہ سلطان اپنے ملک
سے کمک کا انتظار کر رہا ہے جب کہ تمام ہندوستان کے
راجے سومناتھ کے مندر کے مہا پجاری کے کہنے پر ایک
جگہ اکھٹے ہو گئے ہیں۔ اور سوموار کو سلطان پر ایک بڑا حملہ
کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔
ماریا نے نقشہ عنبر کے سامنے رکھ دیا۔
عنبر نے نقشہ دیکھا اور حیران رہ گیا کئی لاکھ فوج سلطان
کے مقابلے میں حملے کے لئے تیار کھڑی تھی۔ عنبر نے کہا مجھے
اسی وقت سلطان کو اطلاع دینی چاہیئے۔
عنبر نقشہ لے کر سلطان کے خیمے کی طرف چل پڑا
اسی وقت اللہ اکبر کی صدا کے ساتھ ہی مزید کمک لے
کر ایک آفیسر آ پہنچا جس سے سلطان کا حوصلہ بلند ہو
گیا۔ اور ساتھ ہی سلطان کے مرشد کی دعاؤں کے ساتھ
ہی ان کا جبہ دیتے ہوئے سلطان سے کہا مرشد نے حکم

دیا ہے جنگ کے وقت اس جبے کے وسیلے سے
سلطان کی فتح کے لئے دعا کریں۔
سلطان نے جبے کو چوما آنکھوں سے لگایا تب عنبر نے
سلطان کو وہ نقشہ پیش کیا اور بتایا کہ سوموار کو ہندو راجا
حملہ کر دے گا۔
سلطان نے خدا کا نام لے کر اپنی فوج کو اس نقشے
کے مطابق ترتیب دے کر حکم دیا کل صبح فجر کی نماز
کے بعد پیش قدمی کر کے حملہ کر دیا جائے۔
عنبر نے ماریا کو بتایا کل صبح ہماری فوج حملے کے لئے
روانہ ہو رہی ہے۔
ماریا نے کہا تو پھر عنبر بھائی ہم سب کی ملاقات سومناتھ
کے مندر ہی میں ہوگی۔ مجھے ناگ کو تمہارے متعلق
بھی بتانا ہے اب میں چلتی ہوں۔
عنبر نے ماریا کو خدا حافظ کہا اور تیاری میں مصروف ہوگیا
فجر کی نماز کے بعد سلطان محمود غزنوی نے ۱۰۲۴ء
کو اپنی فوج کے ساتھ کاٹھیا واڑ پر حملہ کر دیا دونوں فوجوں
میں گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں عنبر سلطان کے ساتھ تھا اور
ناگ ہندو راجا کی فوج سے نکل کر اسلامی فوج میں شامل ہو
گیا تھا۔ کیوں کہ میدان جنگ میں اس نے عنبر کو لڑتے ہوئے
دیکھ لیا تھا۔ ہزاروں انسان اس لڑائی میں کام میں آ گئے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر کو مہیا کئے ہوئے نقشے کی مدد سے سلطان فتح و نصرت کے ڈنکے بجاتا ہوا اور اللہ اکبر کے نعروں سے سومناتھ کے مندر میں داخل ہو گیا جہاں مہا پنڈت سومناتھ کے بت کے قدموں کے نیچے بیٹھا تھا۔

سلطان نے حکم دیا ایک گرز مہیا کیا جائے جس کی فوراً تعمیل ہو گئی تب سلطان نے اپنے ہاتھوں بت کو توڑنے کے لئے آگے بڑھے۔

پنڈت نے ہاتھ جوڑ کر کہا مہاراج اس بت کے بدلے دنیا جہان کی دولت لے لیں اسے نہ توڑیں لیکن سلطان نے بت پر ضرب لگاتے ہوئے کہا میں اپنے آقا کے روبرو قیامت کے روز بت شکن بن کر جانا چاہتا ہوں بت فروش نہیں اور کئی ضربوں سے اس بت کو ریزہ ریزہ کر دیا۔

فتح و نصرت کے بعد سلطان محمود دوبارہ اپنے ملک کو روانہ ہو گیا اور عنبر نے ان سے اجازت لے کر ماریا اور ناگ کے ساتھ ایک قافلے میں شامل ہو کر متھرا کا سفر اختیار کیا کیوں کہ وہاں ایک بڑا بھاری میلہ لگتا تھا اور یہ تینوں کچھ دن سیر و تفریح کرنا چاہتے تھے۔

کالی ماتا کا پجاری

عنبر ناگ اور ماریا والا قافلہ منزلوں کو طے کرتا ہوا ہندوستان کے قدیم شہر متھرا کی طرف بڑھ رہا تھا راستے میں لوگ مختلف شہروں میں ان سے جدا ہو جاتے اور نئے لوگ قافلے میں شامل ہو جاتے اب زیادہ تر تعداد ان یاتریوں کی شامل ہو رہی تھی۔ جو متھرا میں سالانہ میلے میں شرکت کرنے جا رہا تھا۔ یہ میلہ ہر سال کالی ماتا کے مندر پر ہوتا تھا۔ جو بہت ہی خوب صورت اور بڑا تھا جس میں سینکڑوں کمرے اور ہزاروں بت موجود تھے۔ یہ قافلہ منزلوں پر منزلیں مارتا ہوا متھرا پہنچ گیا۔

عنبر اور ناگ نے یہاں سرائے میں ایک کمرہ کرایے پر حاصل کر لیا اور تینوں نے اس کمرے میں ڈیرے ڈال دیئے۔

اس شہر میں ایک مسلمان بزرگ صوفی نثار علی شاہ بھی رہتے تھے۔ اس نے عنبر اور ناگ کو دیکھ لیا تھا یہ تینوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھائی بہن کمرے میں اپنی اپنی چارپائیوں پر لیٹے ہوئے تھے اور باتیں کر رہے تھے کہ ہوٹل کا ایک ملازم ان کے پاس آیا اور کہا

عنبر اور ناگ آپ دونوں کو صوفی نثار علی شاہ نے بلایا ہے۔

عنبر نے کہا کون نثار علی شاہ ہم کسی کو نہیں جانتے۔

سرائے کے ملازم نے کہا آپ شاہ جی کو نہیں جانتے ارے بھائی اس شہر میں تو اس کو خوش نصیب سمجھا جاتا ہے جسے شاہ جی کے نیاز حاصل ہوں۔ تم لوگ بہت خوش قسمت ہو کہ انہوں نے خود تمہیں بلایا ہے۔ شاہ جی بہت پہنچے ہوئے بزرگ ہیں اور بڑی بڑی روحانی طاقت کے مالک ہیں ہر سال کالی ماتا کے میلے پر ضرور آتے ہیں اور لوگوں کی اچھائیں پوری کر کے بہت سے لوگوں کی تقدیریں بدل کر چلے جاتے ہیں۔

عنبر نے ناگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور نوکر سے کہا تم چلو ہم آ رہے ہیں۔

نوکر کے جانے کے بعد عنبر نے ناگ سے کہا لو بھائی مجھ سے پہلے اس گلی میں میرے افسانے گئے۔

ناگ نے کہا عنبر بھائی ہم دنیا کے کسی بھی تختے پر

چلے جائیں کوئی نہ کوئی آفت ضرور ہمارے ہمارے انتظار میں ہو گی۔ پھر انہوں نے ماریا سے کہا تم یہاں ٹھہرو ہم دونوں جاتے ہیں۔ یہاں کئی پہنچے ہوئے لوگ آتے ہیں کہ ایسے بھی صاحب بصیرت ہوتے ہیں جو ہمیں دیکھتے ہی پہچان جاتے ہیں ایسا ہی کوئی معاملہ لگتا ہے لہذا ہم جاتے ہیں تم یہیں انتظار کرو۔

عنبر اور ناگ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے۔

ماریا کے کمرے کے ساتھ والے کمرے میں ایک ہندو جوڑا اور ان کا ۷ سالہ بچہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ اپنے بیٹے پرکاش کی منت پوری کرنے آئے ہیں کیوں کہ شادی کے ٹھیک سات سال بعد کالا ماتا کے پجاری کی دعا سے پرکاش ہوا تھا اولاد کے لئے ترستے تھے اس لئے پرکاش دونوں میاں بیوی کو جان سے بھی پیارا تھا۔

پرکاش سات سال کا ہونے کے باوجود اپنی ماتا کے ساتھ ہی سویا کرتا تھا۔ دونوں میاں بیوی اسے ایک پل کے لئے بھی اپنی آنکھ سے اوجھل نہیں ہونے دیتے تھے۔

عنبر اور ناگ کے جانے کے بعد ماریا تنہائی میں بور ہو رہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

محسوس کر رہی تھی رات ہو گئی تھی ناگ اور عنبر ابھی تک واپس نہیں آتے تھے ماریا کسی سے پوچھ بھی نہیں سکتی تھی کیوں کہ غیبی آواز جو بھی سن لیتا ڈر کے مارے بھاگ جاتا۔

ماریا نے آواز سن کر دروازے کی جھری سے جھانک کر دیکھا دونوں اپنے بچے کو ساتھ بٹھائے اس کی میٹھی میٹھی باتوں پر دبے دبے قہقہے لگا رہے تھے۔ ماں تو بار بار اس کی بلائیں لیتی اور باپ بات بات پر منہ چوم لیتا

ماریا کو یہ چھوٹا سا خوش و خرم گھرانہ بہت اچھا لگا وہ تھوڑی دیر کے لئے اپنے بھائیوں کو بھول کر ان کی خوشیوں میں کھو گئی اور سوچنے لگی کہ اگر یہ بچہ گھڑی بھر کے لئے ماں باپ سے جدا ہو گیا تو دونوں جدائی میں جان دے دیں گے۔

آدھی رات بیت چکی تھی عنبر اور ناگ ابھی تک لوٹ کر نہیں آئے تھے۔ آسمان پر کالے بادل چھائے ہوئے تھے اور ٹھنڈی ہوا بتا رہی تھی کہ بارش ہونے ہی والی ہے۔

ماریا نے سوچا وہ ضرور کسی مصیبت میں پھنس گئے ہیں ورنہ آدھی رات تک باہر رہنے کا کوئی جواز ہی نہ تھا

ماریا سوائے صبر کے اور کیا کر سکتی تھی ان کے بنے پر کوئی نئی بات تو تھی نہیں اس نے اپنے خیالات کو منتشر کرنے کے لئے ایک دفعہ پھر ساتھ والے کمرے میں جھانکا۔

کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا اور میاں بیوی کے خراٹوں کی آوازیں آ رہی تھیں جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ دونوں سو گئے ہیں۔

کالی ماتا کا وسیع و عریض مندر یاتریوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا لیکن ایک تاریک کونا ایسا بھی ہے جہاں ایک نہایت ہی بدصورت اور اس رات سے بھی کالا آدمی [illegible] کاتے بیٹھا ہے اس کی آنکھیں جنگلی کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہیں۔ سر کے بال خشک اور میل سے اس طرح اکڑے ہوئے ہیں جیسے کوئی پہاڑی بچھو اپنے پنجے پھیلائے بیٹھا ہوا ہو۔ اس کے گلے میں مختلف رنگ اور نسل کے سانپ رینگ رہے ہیں جسم پر کالے ریچھ کی کھال کا لمبا سا چوغہ پڑا ہے۔

قدموں کی آہٹ سن کر اس نے اپنی سرخ انگارہ آنکھوں سے آنے والے کی طرف دیکھا یہ اس کا سیوک بھوندو تھا جو ہاتھ میں ایک تھال اٹھائے چلا آ رہا تھا جو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا ساتھ دو آدمی اور تھے جو شکل ہی سے بدمعاش لگ رہے تھے۔ ان میں سے ایک کے چہرے پر دائیں آنکھ سے لے کر جبڑے تک زخم کا لمبا نشان تھا اور اس کی آنکھوں سے عیاری ٹپک رہی تھی

دوسرا ایک چوڑے چکلے شانے اور مضبوط جسم اور بھدے خدوخال کا آدمی تھا اور ایک آنکھ سے کانا تھا۔ اور اس کے اوپر کے بلے بلے دانت اس کے ہونٹوں پر پڑتے تھے لیکن اس کے بھرے بھرے بازو بتا رہے تھے کہ نہایت طاقتور انسان ہے۔

بھوندو نے چرن چھو کر یہ تھال اپنے گرو کے سامنے رکھ دیا اور ہاتھ جوڑ کر نہایت ادب سے کہا

بھوانی جی مہاراج یہ دونوں بڑے کام کے آدمی ہیں آپ ان سے خود ہی بات کر لیں۔

بھوانی نے دونوں کا سر سے پاؤں تک جائزہ لیا اور پھر ایسی آواز میں جسے غراہٹ ہی کہا جا سکتا ہے۔ "ہوں" کہا پھر تھال سے کپڑا اٹھایا اس میں مردہ مینڈک، چھپکلیاں اور مردار کیڑے مکوڑے پڑے تھے جن میں سے بدبو اُٹھ رہی تھی۔

دونوں بدمعاشوں نے اپنی ناک پر رومال رکھ لیا لیکن

بھوانی ان کی پرواہ کئے بغیر ہی نہایت رغبت سے انہیں کھانے میں مصروف ہو گیا جب کہ سانپ بھی اس کے جسم سے اتر اتر کر اس کے ساتھ شریک ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے سارا تھال چٹ کر گئے لیکن بھوانی کا پیٹ ابھی بھرا نہیں تھا اور اس نے ان سانپوں کو اُٹھا اُٹھا کر گاجر اور مولی کی طرح مزے لے لے کر کھانا شروع کر دیا تھا۔

دونوں بدمعاشوں کا کراہت سے بُرا حال تھا اور انہیں اُبکائیاں آنے لگی تھیں۔

آخر ایک لمبی ڈکار لینے کے بعد بھوانی نے دونوں کو مخاطب کیا اور کہا۔

بالکو میں کالی ماتا کا سچا پجاری ہوں میرے لئے کسی آدمی کے من میں کھوٹ آ جائے تو میں اس کا کلیجہ ایک منٹ میں نکال کر چبا جاتا ہوں۔ مجھ سے کوئی دھوکہ کر کے پاتال میں بھی نہیں چھپ سکتا۔ میری شکتی اور میرا جادو اسے مقناطیس کی طرح کھینچ کر لے آتا ہے۔

مجھے اپنی شکتی تو امر کرنے کے لئے اور جاپ شروع کرنے سے پہلے مجھے کالی ماتا کے چرنوں میں ایک اکلوتے چھ یا سات سال کے بچے کی قربانی دینی ہے جس کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کلائی پر چندرما کا نشان موجود ہو۔ تم لوگ اس شہر کے رہنے والے ہو مجھے ہر قیمت پر بچہ چاہیئے دولت کی فکر نہ کرو میں سونے سے تمہاری جھولیاں بھر دوں گا۔ بچہ مل جائے تو بھوندو کے سپرد کر دینا اب تم لوگ جاؤ میری پوجا کا وقت شروع ہونے والا ہے۔

بھوندو اور ان دونوں آدمیوں نے ہاتھ جوڑ کر نمستے کیا اور تینوں بھوانی کو تنہا چھوڑ کر چلے آئے۔

رات آدھی بیت چکی تھی ماریا اپنے پلنگ پر کروٹیں بدل رہی تھی۔ بادل گرج رہے تھے اور تیز ہوا نے آندھی کی صورت اختیار کر لی تھی۔ ماریا کا پلنگ کھڑکی کے قریب ہی تھا اور اسے اس طوفان کا ذرا بھی احساس نہ تھا کہ اچانک زور سے بجلی چمکی اور تیز ہوا کی وجہ سے کھڑکی کے پٹ زور سے بج اٹھے جنہوں نے ماریا کے خیالوں کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا وہ کھڑکی کے پاس آئی۔ باہر بارش شروع ہو چکی تھی۔ اس نے کھڑکی بند کی تو اسے ساتھ والے کمرے سے کسی قسم کی آہٹ محسوس ہوئی اس کے سامنے پرکاش کا پیارا پیارا چہرہ ابھرا اس نے دروازے کی جھری سے آنکھ لگا کر دوسرے کمرے میں جھانکا۔ اندھیرا تھا چراغ بجھا ہوا تھا کہ اچانک بجلی چمکی کمرے میں ایک لمحے کے لئے

روشنی ہوئی تو ماریا نے دیکھا دو آدمی اپنے منہ کپڑوں سے چھپائے ہاتھوں میں چمک دار خنجر لئے اس پلنگ کی طرف بڑھ رہے تھے جہاں پرکاش اپنی ماں کے ساتھ سویا ہوا تھا۔

ماریا پریشان ہو گئی کیوں کہ اب پھر تاریکی چھا گئی تھی۔ لیکن تھوڑی دیر بعد پھر بجلی چمکی۔

ماریا نے دیکھا ایک بدمعاش نہایت ہوشیاری سے پرکاش کو اپنی ماں کے سینے سے جدا کر کے اٹھا رہا تھا جو اپنی ماں سے لپٹ کر سو رہا تھا۔

ماریا آخر عورت تھی اور عورت ہی عورت کا دکھ درد محسوس کر سکتی ہے وہ بدمعاش ایک ماں کی ممتا کو تڑپنے کے لئے چھوڑ کر اس کے جگر کا ٹکڑا لے جا رہے تھے اس نے سوچا جب ماں اور باپ بیدار ہو کر اپنے لال کو نہ پائیں گے تو دونوں کی کیا حالت ہو گی دونوں اپنے لخت جگر کی جدائی میں مر جائیں گے۔

ماریا نے فیصلہ کر لیا وہ ان بدمعاشوں کو ضرور سزا دے گی اور پرکاش کو واپس لائے گی وہ جلدی سے اپنے کمرے سے باہر نکل گئی۔

اس نے دیکھا باہر بارش ہو رہی تھی اور ہوائیں سائیں سائیں کرتی اس طرح لگ رہی تھیں گویا ماں اور بچے کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بچھڑنے پر ماتم کر رہی ہوں۔ انہوں نے پرکاش کو بیہوش کر کے کسی جڑی بوٹی کی مدد سے تھیلے میں ڈال رکھا تھا اور قریب ہی ایک بیل گاڑی کھڑی تھی جس میں وہ بیٹھ گئے۔

تاریکی اور بارش میں ڈوبی ہوئی لمبی سڑک پر ماریا نے بیل گاڑی کو جاتے دیکھا تو خود بھی بارش کی پروا کئے بغیر اپنے مخصوص انداز میں بیل گاڑی کے پیچھے دوڑنے لگی اور تھوڑی ہی دیر میں وہ بھی بدمعاشوں کے ساتھ ہی بیل گاڑی میں موجود تھی۔ وہ چاہتی تو یہیں بدمعاشوں کو سزا دے سکتی تھی اور پرکاش کو واپس لا سکتی تھی لیکن اس نے سوچا ذرا لگے ہاتھوں یہ بھی دیکھ لے کہ ان کے پیچھے کون سی طاقت ہے جس نے انہیں اس نیچ کام کے لئے اکسایا ہے۔

بیل گاڑی کالی کے مندر کے تھوڑی ہی دور رُک گئی اور دونوں بدمعاش تیزی سے تھیلا اٹھائے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔

ماریا ان کے پیچھے تھی طوفان نے شدت اختیار کر لی تھی۔ اور بارش بھی موسلا دھار ہو رہی تھی لیکن اب وہ بدمعاش مع ماریا کے، مندر کی چھت کے نیچے پناہ لے

چکے تھے اور یہ وہی جگہ تھی جہاں بھوندو نے انہیں ملنے کو کہا تھا۔ کیوں کہ مندر کا یہ گوشہ بھی کافی تاریک تھا۔ اتنے میں بھوندو اندھیرے کی چادر کو چیرتا ہوا ان کے پاس آیا ایک لمحے کے لئے دونوں کے ہاتھوں میں خنجر چمکے اور پھر دوست کو پہچان کر میانوں میں چلے گئے

بھوندو نے سرگوشی کی۔

"کام بن گیا؟"

جواب میں ایسی ہی سرگوشی ابھری۔

"ہاں! بچہ ہمارے پاس اس تھیلے میں موجود ہے۔"

بھوندو دونوں کو لے کر اسی تاریک کمرے کی طرف بڑھا جہاں بھوانی زمین پر پڑا تھا۔ ریچھ کی کھال میں وہ ریچھ ہی نظر آ رہا تھا۔ اور چاروں طرف نہایت موذی اور زہریلے سانپ رینگ رہے تھے اور پہرہ دے رہے تھے قدموں کی چاپ سن کر انہوں نے اپنے خونخوار پھن زمین سے اٹھائے لیکن اسی وقت انہیں ماریا میں اپنے آقا کی بو محسوس ہوئی۔ اور وہ جھک جھک کر تعظیم بجا لانے لگے۔

بھوندو نے پاس جا کر آہستہ سے کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مہارانج بھوانی کی جے ہو
جواب میں آواز آئی
کالی ماتا کی جے ہو۔
اندر آ جاؤ بھوندو یہ میرے سیوک سانپ دوست اور دشمن کو پہچانتے ہیں
سب اندر آئے بھوانی اٹھ کر بیٹھ گیا اور سانپوں کو جھکے ہوئے دیکھ کر اس کا ماتھا ٹھنکا اور اس نے ناک سے زور لگاتے ہوئے سانس لیا۔
بھوندو نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا یہ لوگ بچہ لے آئے ہیں گرو۔
شانتی سے کام لو بھوندو بھوانی نے کہا ہماری شکتی بتا رہی ہے کہ دوستوں کے علاوہ کوئی اور بھی یہاں موجود ہے
ماریا پریشان ہو گئی کہ کم بخت نے اس کی خوشبو پا لی ہے۔
ہم اس سے نپٹ لیں گے تم فکر نہ کرو
بھوانی نے کوئی منتر پڑھ کر پھونک ماری تو ماریا کی نظروں سے یہ کمرہ غائب ہو گیا چاروں طرف سے دھند کے بادل اٹھے اور انہوں نے اس کمرے کو اپنے اندر ہی چھپا لیا۔

ماریا کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اور اس نے وہاں سے بھاگ جانا چاہا مگر مندر کی پتھریلی زمین نے اس کے پاؤں جکڑ لئے اور وہ باوجود کوشش کے بھی ایک قدم نہ اٹھا سکی۔
عنبر اور ناگ سرائے کے مالک کے ساتھ باہر آئے یہاں کوئی موجود نہ تھا لیکن ایک بیل گاڑی ان کا انتظار کر رہی تھی۔
عنبر کے پوچھنے پر نوکر نے کہا
یہ شاہ جی نے آپ لوگوں کے لئے بھیجی ہے انہوں نے آپ لوگوں کو اس وقت دیکھا تھا جب آپ کا قافلہ یہاں پہنچا تھا۔ وہ جس حویلی میں ٹھہرے ہوئے ہیں وہ حویلی یہاں سے دور ہے۔
آخر دونوں نوکر کے ساتھ بیل گاڑی میں بیٹھ گئے اور بیل گاڑی یہاں سے روانہ ہو گئی۔
عنبر اور ناگ کو لے کر بیل گاڑی شہر سے کافی دور …رے ویران علاقے میں ایک پرانی حویلی کے اندر داخل ہوئی اور دروازے پر رک گئی۔
نوکر نے اتر کر دروازہ کھولا۔ اور دونوں کو لے کر حویلی میں داخل ہو گیا کئی راہداریاں اور کمرے گزر کر آخر یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لوگ ایک کمرے میں پہنچے۔ جہاں ایک سفید ریش اور سفید لٹوں والا بزرگ نما آدمی شیر کی کھال پر بیٹھا تھا اور وہ اس کے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ جس پر وہ کوئی جاپ کر رہا تھا ان کی آمد پر اس کا ہاتھ رُک گیا اور اس نے بڑی شفقت سے دیکھ کر کہا

بیٹے ناگ اور عنبر بیٹھ جاؤ میں نے تمہیں تکلیف دی ہے امید ہے تم مجھے معاف کر دو گے جس کے کام کے لئے تمہیں بلایا ہے اسے جان لینے کے بعد تم مجھے یقیناً معاف کر دو گے۔

عنبر نے کہا آپ ہمارے بزرگ ہیں ایسی باتیں کر کے ہمیں شرمندہ نہ کریں آپ جیسے بزرگ کی خدمت کر کے ہمیں خوشی محسوس ہو گی۔ اس لئے کہ آپ عرفان کی اس منزل پر ہیں جہاں انسان کی نگاہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔

تم دونوں بہت اچھے بچے ہو نیک ہو اور انسانیت کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہو بوڑھے نے کہا اور پھر نوکر کو اشارہ کیا کہ چلا جائے۔

نوکر کے چلے جانے پر شاہ جی نے مسکرا کر ناگ کی طرف دیکھا اور کہا

بیٹے میں نے تمہارے دل کے اندر جھانک لیا ہے فکر مت کرو میں سب کچھ بتا دوں گا۔ یاد رکھو بٹیا بہروپ کے چکر میں وہ پڑتا ہے جس کے دل میں برائی ہوتی ہے اور اپنے اوپر اعتماد نہیں ہوتا۔ یہ سب بہروپ ہیں یاد رکھو بزرگوں کی نظر میں جسم کی کوئی اہمیت نہیں اصل چیز تو روح ہے۔ دنیا کے سارے مذہب ایک ہی مرکز پر جا کر مل جاتے ہیں مذہب آپس میں بیر رکھنا نہیں سکھاتا بھلائی اور نیکی ہر مذہب میں موجود ہے۔ برائی اور گناہ کو ہر مذہب بُرا کہتا ہے۔

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کا کوئی مذہب نہیں ہوتا وہ صرف انسان پیدا ہوتا ہے۔ اور انسان ہی کی بھلائی کے لئے خدا نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ مسلمان ہوں لیکن میں عیسیٰ کو بھی مانتا ہوں۔ لیکن قرآن کو باعث نجات سمجھتا ہوں۔

ناگ اور عنبر اس درویش کی باتوں سے بہت متاثر ہوئے۔

اس نے پھر کہنا شروع کر دیا برائی خواہ کسی مذہب میں بھی ہو وہ برائی ہے اب میں اصل مقصد کی طرف آتا ہوں جس کے لئے تم دونوں کو بلایا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ کالی ماتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے مندر کے نیچے ایک تہ خانہ ہے جس کا علم صرف بڑے پجاری پنڈت نارائن راؤ کو ہی ہے وہ بڑا کٹر ہندو پنڈت ہے۔ اس کے ساتھ اس کے کئی چیلے بھی مستقل طور پر مندر میں رہتے ہیں اور مفت کے مال پر پل رہے ہیں۔

نارائن راؤ کے گرگے دور دور سے مسلمان لڑکیاں اغوا کر کے لاتے ہیں پہلے ان کو تہ خانہ میں رکھا جاتا ہے۔ اور بعد میں دیو داسیاں بنا دیا جاتا ہے۔ وہ بے چاری وہ واپس جانے سے قابل نہیں رہتیں اپنے آپ کو دیو داسیوں میں شامل کر لیتی ہیں۔ کیوں کہ کافی عرصے کے بعد ان کے لئے اپنے رشتہ داروں اور ماں باپ کے دروازے ہو چکے ہوتے ہیں۔ اور کچھ غیرت مند بچیاں خود کشی کر لیتی ہیں۔

یہ بات سن کر عنبر اور ناگ کا خون کھول گیا۔

شاہ جی نے کہا اس برائی کی روک تھام میرے بس کی بات نہیں میں عمر کے اس حصے میں پہنچ چکا ہوں۔ جہاں جسمانی طاقت ختم ہو جاتی ہے اس کام کے لئے نوجوان جسم کی ہی ضرورت ہے۔

پنڈت نارائن راؤ جادو ٹونے کا بھی ماہر ہے اور یہ بات بھی تمہارے لئے کوئی نئی نہیں تم لوگوں کا ٹکراؤ اکثر

داروں سے ہوتا ہے ان بچیوں کے لئے ہمارا دل بہت دکھی ہے جو داسیوں کی زندگی بسر کر رہی ہیں اس کی روک تھام کرو اور ان مصیبت کی ماری لڑکیوں کی مدد کرو بیٹا! یہ بہت بڑی عبادت ہے اور اس کا بڑا ثواب ہے۔ تم جہاں بھی رہو گے میری نظروں کے سامنے ہو گے کسی بھی کٹھن گھڑی میں یاد کرنا میں تمہاری مدد کو پہنچ جاؤں گا۔

عنبر اور ناگ نے یک زبان ہو کر وعدہ کیا کہ وہ کل ہی سے اس مہم کو سر انجام دینے کے لئے قدم اٹھائیں گے۔

تب شاہ جی نے کہا اب تم جاؤ چاہو تو باہر میرا نوکر اور بیل گاڑی موجود ہے جو تمہیں تمہارے ٹھکانے پر پہنچا دے گی۔

دونوں دعائیں لیتے ہوئے وہاں سے رخصت ہو گئے۔

دوسری طرف پرکاش کی ماں سو کر اٹھی تو پرکاش کو اپنے پہلو میں نہ پا کر پریشان ہو گئی اس نے جھنجھوڑ کر اپنے خاوند کو جگایا اور پرکاش کے متعلق بتایا دونوں میاں بیوی نے اپنا سر پیٹ لیا۔ نالے اور شیون کی آوازیں سن کر ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے مسافر بھی بیدار ہو گئے اور حالات معلوم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنے کے لئے ان کے پاس پہنچ گئے۔ پرکاش کی ماں کو غش پر غش آ رہے تھے۔ وہ جب بھی ہوش میں آتی سینے پر دو ہتھڑ مار کر ہائے میرا بچہ کہہ کر پھر بے ہوش ہو جاتی۔ اب لوگ اس صورت حال پر پریشان تھے لیکن کسی بھی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کریں۔

اسی وقت عنبر اور ناگ بھی بیل گاڑی سے نکل کر سرائے کے کمرے میں آئے لیکن یہاں ماریا موجود نہ تھی۔ دونوں نے سمجھا شاید ہمسایوں کے رونے دھونے کی آواز سن کر وہاں چلی گئی ہو گی۔

ناگ نے اسے وہاں بھی سونگھا لیکن اس کی بو اسے کہیں بھی نہ آئی۔ دونوں پریشان ہو گئے۔

عنبر نے کہا ایسا لگتا ہے بہن ماریا ہم سے ایک دفعہ پھر بچھڑ گئی ہے۔ میرا دل کہتا ہے وہ کسی مصیبت میں پھنس گئی ہے۔

ناگ نے کہا بہت ممکن ہے وہ اغوا شدہ بچے کے متعلق کچھ جان چکی ہو اور اس کی تلاش میں گئی ہو

عنبر نے جواب دیا تمہارا خیال درست لگتا ہے فکر نہ کرو ہم تلاش کر لیں گے۔

ادھر مندر کے تاریک کمرہ میں بھوانی پرکاش کو دیکھ کر

ل ہوا۔ اس کی کلائی پر چندرما کا نشان بھی موجود تھا ا یہ کالی ماتا کی قربانی کے لئے نہایت موزوں خیال کیا ا ہے۔

بھوانی نے خوشی سے کالا ماتا کی جے کا نعرہ لگایا اور ونے کے سکوں سے بھری چار تھیلیاں بدمعاشوں کے حوالے کر کے انہیں اسی وقت چلے جانے کو کہا۔

دونوں تھیلیاں لے کر وہاں سے خوشی خوشی چلے گئے ی دولت تو انہیں عمر بھر کے لیے کافی تھی۔

بھوندو نے بھوانی سے کہا مہاراج نے کسی پانچویں نشن کے بارے میں وچار کیا تھا۔

بھوانی نے ایک بھدا سا قہقہہ لگایا اس کے پیلے پیلے ے چوڑے اور ٹیڑھے دانت کسی خونی بھیڑیے کی طرح سے جھلکنے لگے۔ اور اس نے بھوندو کی کمر پر ہاتھ ارتے ہوئے کہا۔

بالک وہ بڑی سندر ناری ہے کسی کو دکھاتی نہیں دیتی گر تیرے گرو کی نظریں تو پاتال میں بھی دیکھ سکتی ہیں۔ سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی، دودھ کی طرح سفید رنگ اور کشمیری سیب کی طرح سرخ گال میدے اور سیندور کی بنی ہوئی گڑیا معلوم ہوتی ہے۔

اس جاپ کے بعد میں شیوجی کا جاپ کروں گا اس وقت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ ناری میرے کام آئے گی۔ تب تک یہ میری داسی بن کر میری سیوا کرے گی۔

بھوندو نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا گروجی کیا یہ سیوک اس ناری کے درشن نہیں کر سکتا۔

بھوانی نے مسکراتے ہوئے کہا دیکھنا چاہتا ہے تو دیکھ تیرا گروہ تیری یہ اچھیا ضرور پوری کرے گا تو اپنی آنکھیں بند کر لے۔

بھوندو نے آنکھیں بند کیں تو بھوانی نے ایک منتر پڑھنا شروع کر دیا اور پھر اس پر پھونک ماری اور کہا بھوندو آنکھیں کھول کر دیکھ۔

بھوندو نے آنکھیں کھولیں تو اس کے سامنے ماریا کھڑی تھی ایک حسین سنگ مرمر کی مورتی کی طرح۔ جو سوچ تو سکتی تھی لیکن عمل نہیں کر سکتی تھی اس کے اعصاب کسی اور کے قبضے میں تھے وہ اسی کے اشارے پر حرکت کرتی تھی۔

ماریا محسوس کرتی تھی کہ اس کا جسم پتھر کا ہو چکا ہے اور اس جسم کے اندر کوئی اور موجود ہے جو اس پتھر کی مورتی کو اٹھائے پھر رہا ہے صرف اس کا ذہن زندہ تھا اس کی آنکھیں زندہ تھیں باقی سب کچھ مفلوج ہو چکا تھا۔

ناگ عورت بن گیا

عنبر اور ناگ نے آغاز کالی کے اسی مندر سے کیا جس کے کسی تہ خانے میں نارائن راؤ پنڈت نے مسلمان لڑکیوں کو اپنی دیوداسیاں بنانے کے لئے قید کر رکھا تھا۔ غیرت ملی سے دونوں کا خون کھول رہا تھا۔ ان کا بس چلتا تو ابھی جا کر پنڈت کی بوٹیاں اڑا دیتے۔ لیکن یہاں جوش سے زیادہ ہوش کی ضرورت تھی اور پھر پنڈت نارائن راؤ بھی بقول صوفی نثار کے جادو ٹونے سے واقف تھے۔ ایسے آدمی کو چونکا کر مارا نہیں جا سکتا بلکہ غفلت میں دبوچ لیا جاتا ہے۔

ساتھ والے کمرے سے بینوں کی آوازیں مسلسل آ رہی تھیں پرکاش کی ماں بے چاری مچھلی کی طرح بیٹے کی جدائی میں تڑپ رہی تھی۔

عنبر نے ناگ سے کہا

بھائی ان حالات میں تو میرا دل ایک منٹ بھی یہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹھہرنے کو نہیں چاہتا ماں کی ماتا کو انگاروں پر لوٹتا دیکھ کر میرا دل خون ہو رہا ہے میرا خیال ہے کہ یہاں سے چلنا چاہیئے۔

ناگ نے کہا لیکن بھائی ہم جائیں گے کہاں؟

عنبر نے جواب دیا ہماری مہم کا آغاز تو کالی ماتا کے مندر سے ہو گا۔

یار ناگ میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے پنڈت نارائن راؤ اور اس کے گرگے عورتوں کو اغوا کر کے داسی بنانے کے لئے یہاں لاتے ہیں ہیں کیوں نا اسی تلوار سے انہیں ہلاک کیا جائے۔

ناگ نے کہا یہ بات تو میری سمجھ میں نہیں آئی ذرا وضاحت تو کرو تمہارا مقصد کیا ہے۔

عنبر نے ہنستے ہوئے کہا یار بات ہی ایسی ہے تم سنو گے تو تمہیں بھی ہنسی آجائے گی

ناگ نے کہا خدا کے بندے کچھ بتاؤ گے بھی یا پہیلیاں ہی بجھاتے رہو گے۔

عنبر نے کہا تم اپنے آپ کو ہر شے میں تبدیل کر لیتے ہو آج اپنے آپ کو ایک حسین ترین عورت میں تبدیل کر لو۔

ناگ نے کھسیانا ہو کر کہا زندگی میں یہ پہلا واقعہ ہے

عنبر نے ہنستے ہوئے کہا سنو تو سہی یار مچھلی کو پھانسنے کے لئے کانٹے کی ضرورت تو پڑتی ہے تم عورت بن جاؤ اور میں تمہارے خاوند کے روپ میں پنڈت نرائن راؤ کے درشن کو چلتے ہیں نارائن راؤ ایک حسین عورت کو دیکھ کر ضرور حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اور اپنے گرگوں کے ہاتھوں تمہارے اور میرے گرد جال پھیلائے گا پھر تم خود تو ہی اس جال میں پھنس جانا۔

ناگ نے کہا لاحول ولا قوۃ یہ آج عنبر بھائی تمہیں ہو کیا گیا ہے۔

عنبر نے کہا یار ایک تو تم میں یہ بڑی برائی ہے پوری بات سنتے ہی نہیں ہو بلکہ راستے میں ہی ٹوک دیتے ہو۔

ناگ نے کہا اچھا بھائی اب پوری بات سمجھا دو

عنبر نے کہا بات جاری رکھتے ہوئے کہا جب وہ تمہیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو میں واویلا مچاتا ہوا پنڈت کے پاس پہنچ جاؤں گا اور چرن چھو کر کہوں گا

میری پتنی مجھے دلوا دیجیئے اور وہ اس ڈر سے تمہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ضرور اسی تہ خانے میں ڈلوا دے گا جہاں اور مغویہ عورتیں جمع ہیں۔

ناگ نے پہلی مرتبہ سمجھتے ہوئے کہا عنبر بھائی مان گئے آپ کی ترکیب لاجواب ہے اس طرح میں تہ خانے کا راستہ معلوم کر لوں گا اور نہایت ہی آسانی سے ہم نارائن راؤ اور ان کے گرگوں کی گردنیں ناپ دیں گے، اور ان مصیبت کی ماری لڑکیوں کو ان خونی بھیڑیوں کے پنجوں سے آزاد کرا دیں گے، اب تم جلدی سے یہاں سے چلو باہر جا کر ہمیں کپڑوں کا انتظام بھی کرنا ہوگا پھر تم ہندو یاتری بن جانا اور میں ہندوانے لباس میں تمہاری بیوی بن کر مندر کو روانہ ہو جائیں گے۔

عنبر نے کہا چلو اور دونوں بھائی سرائے سے باہر نکل گئے۔

آسمان رات کی تاریکی کا لباس پہنے انسان کی بے حسی اور ظلم پر ماتم کر رہا تھا۔ گناہ کی اس دنیا سے منہ موڑ کر چاند نے بھی اپنا چہرہ چھپا لیا تھا۔ سنسان رات میں ہر طرف ہو کا عالم طاری تھا ایسی راتیں جادو ٹونا کرنے والوں کے لئے بڑی موزوں خیال کی جاتی ہیں۔

گھس کر اپنے مطلب کی شئے اٹھا کر چلا جاتا تھا۔

ماریا شاہی قلعے کے بڑے دروازے پر آگئی۔ یہاں کئی تڑنگے قسم کے باغی زبردست پہرہ دے رہے تھے۔ یہاں بغیر خاص اجازت نامے کے کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ لیکن ماریا یہاں سے بھی گزر گئی۔

اب اس نے شاہی قلعے میں گھومنا شروع کر دیا۔ اسے اندازہ تھا کہ پھانسی کی سزا پانے والے لوگوں کو باغیوں نے قلعے کے تہ خانے میں ہی قید رکھا ہوگا۔ ماریا نے تہ خانے کی تلاش شروع کی۔ آخر اس نے ایک باغی کو دیکھا کہ دو بدنصیب قیدیوں کو زنجیروں میں جکڑے ایک جگہ سے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ ماریا بھی اس کے پیچھے پیچھے ہوگئی اور ایک تہ خانے میں پہنچ گئی۔ یہ تہ خانہ کیا تھا بلکہ زمین کے اندر ایک لمبا چوڑا محل بنا ہوا تھا۔ بڑے بڑے ستون جگہ جگہ کھڑے تھے اور دیوار کے ساتھ ساتھ کتنی ہی کوٹھریاں بنی ہوئی تھیں۔ ان کوٹھڑیوں کے آگے لوہے کی سلاخوں والے مضبوط جنگلے لگے تھے۔ جن کے دروازوں پر موٹے تالے پڑے ہوئے تھے۔ ہر کوٹھڑی میں چھ چھ قیدی بند تھے۔ ماریا نے ایک ایک کرکے سب قیدیوں کو دیکھا۔ ان میں چارلس کی شکل کا کوئی نوجوان اسے دکھائی نہ دیا۔ اتنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں ایک باغی سپاہی اس کے قریب سے گزرا تو اس کے ایک دوسرے ساتھی نے کہا :

" ارے شاہی قیدیوں کی باری کب آ رہی ہے ؟ ان کی گردنیں کب کاٹی جائیں گی ؟"

سپاہی بولا :

ان شوروں کی گردنیں کل دوپہر کو پیرس کے چوراہے میں لے جا کر کاٹی جائیں گی ۔"

دوسرا سپاہی بولا :

" انہیں بھوکا رکھنا۔ ذرا شاہی خاندان والوں کو بھی پتا چلے کہ بھوک کیا ہوتی ہے ۔"

" فکر نہ کرو — ہم انہیں دن میں صرف دو ٹکڑے ڈبل روٹی کے پانی کے ساتھ دیتے ہیں — اب بھی میں ان کے لیے یہ دیکھو ڈبل روٹی لے کر جا رہا ہوں ۔"

سپاہی نے اپنے کندھے پر اٹھائے تھیلے کی طرف اشارا کرتے ہوئے کہا۔ ماریا کا مقصد پورا ہو گیا تھا۔ وہ اس باغی سپاہی کے ساتھ ساتھ چل پڑی — سپاہی ایک دروازے سے گزرا، دوسرے دالان میں آ گیا — یہاں ایک برآمدے کے سامنے بارہ الگ الگ لوہے کے جنگلوں والی کوٹھڑیاں بنی تھیں۔ ان کوٹھڑیوں میں شاہی قیدی تھے — یہ وہ لوگ تھے، جنہیں

دوسرے روز پیرس کے چوراہے میں قتل کیا جانے والا تھا۔ ماریا ایک ایک کوٹھڑی کے آگے سے گزرنے لگی — وہ غور سے اندر دیکھ رہی تھی۔ یہاں مشعلیں روشن تھیں — آخر اُس نے ایک کوٹھڑی میں چارلس کو پہچان لیا — نیلی نیلی آنکھیں، اور مونچھیں۔ خوب صورت — مگر ڈاڑھی تھوڑی تھوڑی بڑھی ہوئی۔ بال پریشان۔ چہرے پر موت کی زردی — ہونٹ خشک۔ اور بھوکا رہنے کی وجہ سے کمزور ہو چکا تھا — ماریا نے یہ اطمینان کے لیے کہ یہی چارلس ہے، انگوٹھی اتار کر کوٹھڑی کے اندر پھینک دی۔ کوٹھڑی میں کل چار شاہی خاندان کے افراد تھے — جونہی انگوٹھی ان کے آگے گری — ایک قیدی نے جھپٹ کر اسے اٹھا لیا اور کہا :

" یہ انگوٹھی کہاں سے آ گئی ؟"

چارلس نے انگوٹھی کو دیکھا تو لپک کر اس کے ہاتھ سے چھین لی اور کہا :

" یہ تو میری ماں کی انگوٹھی ہے۔ یہ یہاں کہاں سے آئی؟ کس نے اندر پھینکی ہے ؟"

ایک شاہی قیدی نے کہا :

" شہزادے، تمہاری ماں ضرور اللہ کو پیاری ہو چکی ہے۔ اور یہ انگوٹھی اس کی روح یہاں آ کر پھینک گئی ہے ۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چارلس نے کہا:

"خدا نہ کرے کہ میری ماں مرگئی ہو۔"

اور پھر انگوٹھی کو چومتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ ماریا کو اس بات کا ثبوت مل گیا تھا کہ یہی شہزادی کا بیٹا چارلس ہے۔ اس نے دیکھا کہ ان سب موت کے قیدیوں کے لباس ایک جیسے تھے۔ انہوں نے کالے لمبے چغے پہن رکھے تھے اور ہر قیدی کے سینے پر اس کا نمبر لکھا تھا — چارلس کا نمبر سات تھا۔ باغی شاہی خاندان کے لوگوں کی شکلوں سے واقف نہیں تھے، انہوں نے ان کے نمبر لگا دیے تھے تاکہ ان کو گننے میں آسانی ہو اور کوئی اگر کسی طریقے سے بھاگ جائے تو انہیں فوراً پتا چل جائے دن میں تین بار ان کی گنتی ہوتی تھی — اگرچہ وہاں سے فرار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

شہزادہ چارلس کا وہاں سے نکالنا خطرناک ہوسکتا تھا کیونکہ وہاں جگہ جگہ باغی بندوقیں لیے پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا کو تو کچھ نہ ہوتا، مگر شہزادہ کسی نہ کسی باغی کی گولی سے ہلاک ہوسکتا تھا۔ ماریا وہاں سے واپس چل دی۔ تہ خانے میں آکر اُس نے شہزادی کو پہلی خوش خبری دی کہ اس کا بیٹا شہزادہ چارلس ابھی تک زندہ ہے۔ شہزادی کی آنکھوں

مارے خوشی سے آنسو آگئے۔ پھر اُس نے عنبر کو الگ لے جا کر بتایا کہ چارلس کو کل دوپہر شہر کے چوراہے میں پھانسی دی جا رہی ہے — عنبر سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے کہا:

"شہزادی کو مت بتانا — میں اسے وہاں سے نکالنے کی کوشش کروں گا۔"

شہزادی نے کہا:

"تم کیا بات کر رہے تھے؟"

عنبر نے کہا:

"کچھ نہیں، میں شہزادے کو قلعے سے نکال کر ساتھ لانے کے لیے جا رہا ہوں۔"

شہزادی نے ہاتھ باندھ کر دعا دی اور کہا:

"خدا تمہیں کامیاب کرے — میرا بیٹا میرے پاس آجائے۔"

پھر اُس نے ماریا سے پوچھا:

"میرے شہزادے نے انگوٹھی لے لی تھی؟"

"ہاں شہزادی صاحبہ، اور وہ حیران ہوا تھا کہ یہ انگوٹھی کہاں سے آگئی — میں اسے حیران ہی چھوڑ کر واپس آگئی۔ کیونکہ وقت بہت کم تھا۔"

عنبر کے پاس بھی وقت بہت کم تھا۔ اس نے ماریا کے جانے کے بعد کچھ کھانے پینے کی چیزیں وہاں رکھ دی تھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے ماریا سے کہا :

" آؤ ماریا، میرے ساتھ چلو۔"

ماریا عنبر کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گئی — عنبر نے شہزادی سے کہا :

شہزادی صاحبہ، آپ اطمینان سے رہیے گا — انشاءاللہ ہم آپ کے بیٹے کو لے کر ہی آئیں گے۔"

" خدا تمہاری دعا قبول کرے۔"

شہزادی خدا کے حضور سجدے میں گر گئی —

عنبر اور ماریا تہہ خانے سے نکل کر باہر سڑک پر آ گئے۔ وہ شاہی قلعے کی طرف روانہ ہو گئے — شہر کے دروازے پر باغیوں نے عنبر کو روک کر پوچھا :

" کون ہو تم، کہاں جا رہے ہو ؟"

عنبر نے دونوں ہاتھ بلند کر کے نعرہ لگایا :

" انقلاب زندہ باد — میں پیرس کا موچی ہوں۔ آپ کے افسروں کے جوتے مرمت کرنے جا رہا ہوں۔"

باغی ہنس پڑے :

" اچھا جاؤ میاں موچی — اور واپسی پر ہمارے جوتے بھی پالش کر دینا۔"

" ضرور کروں گا پالش۔"

" کہہ کر عنبر شہر میں داخل ہو گیا — صرف ایک ہی خطرہ تھا کہ کہیں عنبر کو باغیوں کا وہ لیڈر نہ دیکھ لے جو آدھی رات کو شہزادی کی تلاش میں اس کے گھر آیا تھا۔ اُس نے ماریا سے کہا :

" اگر رات والا باغی لیڈر مل گیا تو کم بخت مجھے ضرور پہچان لے گا۔ خواہ مخواہ ہمارے لیے کوئی مشکل پیدا نہ کر دے۔"

ماریا نے کہا :

" اگر وہ آ گیا تو میں اُس سے بھی نمٹ لوں گی۔ تم فکر نہ کرو۔"

دوسری مشکل شاہی قلعے میں داخل ہونے کی تھی۔ کیونکہ وہاں کوئی ایسا شخص داخل نہیں ہو سکتا تھا جس کے پاس اجازت نامہ نہ ہو۔ جس پر باغیوں کے کمانڈر کی مہر ہوتی ہے

عنبر نے ماریا سے مشورہ کیا — دونوں شاہی قلعے کے باہر ایک بڑے درخت کے پاس کھڑے تھے — ماریا نے کہا :

" پہلے تو یہ بات بتاؤ کہ تمہارے دماغ میں پروگرام کیا ہے۔ تم اندر جا کر کیا کرنا چاہتے ہو؟"

عنبر نے کہا :

" میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ شہزادہ چارلس کو کسی طرح باہر نکال کر تمہارے حوالے کر دوں اور نمبر پورا کرنے کے لیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کا کالا لباس خود پہن کر دوسرے قیدیوں کے ساتھ کوٹھری میں رہ جاؤں تاکہ نفری بھی پوری رہے اور کسی کو شک بھی نہ ہو — اور شہزادے کی تلاش شروع نہیں ہوگی ۔"

ماریا بولی :

" مگر تم دن کی روشنی میں چارلس کو کوٹھری میں سے کیسے نکالو گے — سب کو پتا چل جائے گا ۔ گولیاں چلنے لگیں گی — تم تو بچ جاؤ گے ، مگر شہزادہ ہلاک ہو سکتا ہے ۔"

عنبر نے پوچھا :

" پھر تم کیا مشورہ دیتی ہو ۔"

" تمہارا پروگرام ٹھیک ہے ۔ مگر اسے رات پر اٹھا رکھو ۔ بجائے دن کی روشنی میں قلعے کے اندر جانے کے ہم رات کے اندھیرے میں داخل ہوتے ہیں ۔"

" بہتر خیال ہے ، شام ہونے میں کون سی دیر ہے ، پانچ تو بج رہے ہیں ۔"

" ہمیں رات کے دس بجے اندر جانا چاہیے ۔ اتنی دیر ہم اسی جگہ باغ میں ٹھہرتے ہیں ۔"

وہ دونوں باغ میں ایک فوارے کے پاس بیٹھ گئے ۔ جو انقلاب کے بعد بند ہو چکا تھا — ماریا نے کہا :

" کاش ، یہاں کہیں ناگ بھی ہمیں نظر آ جاتا ۔ خدا جانے

وہ ان لوگوں کے ساتھ کہاں نکل گیا ہے ۔"

عنبر نے کہا :

" میرا خیال ہے وہ پیرس شہر میں آ چکا ہے اور وہ بھی ضرور ہماری تلاش میں ہے ، لیکن ہماری ملاقات نہیں ہوئی ۔ ہم بھی تو اس کام میں پھنسے ہیں — شہر کے سارے بازاروں گلی کوچوں کے چکر لگاتے تو شاید ناگ سے ملاقات ہو جاتی ۔"

باغ میں سے کئی لوگ لوٹا ہوا مال چھکڑوں پر لاد کر گزر گئے ۔ ماریا نے کہا :

" حیرانی کی بات ہے کہ یہ لوگ ایک بار پہلے بھی اسی طرح یہاں سے گزر چکے ہیں ۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا :

" اس لیے کہ ہم واپسی کے سفر پر ہیں اور اس انقلاب فرانس کو ایک بار پھر دیکھ رہے ہیں ۔ اسی لیے تو ہم بادشاہ اور ملکہ فرانس کو نہیں بچا سکے ۔ کیوں کہ جو لوگ اس انقلاب میں مر گئے تھے ۔ انہیں ہم نہیں بچا سکتے ۔ اصل میں یہ سارے لوگ مرے ہوئے ہیں — یہ زندہ نہیں ہیں — ان کی تو تاریخ کے پردے پر دوسری بار فلم چل رہی ہے اور ہم اس فلم میں باہر سے آکر داخل ہو گئے ہیں ۔"

ماریا نے کہا :

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"سوال یہ ہے کہ میں قلعے میں داخل ہونے کا اجازت نامہ کہاں سے حاصل کروں۔"

ماریا نے کہا:

"تم یہاں ٹھہرو، میں اجازت نامہ لاتی ہوں۔"

عنبر وہیں رُکا رہا اور ماریا قلعے کے دروازے میں آ گئی۔ یہاں کچھ لوگ اجازت نامے دکھا کر اندر داخل ہو گئے۔ ماریا نے ان کا پیچھا شروع کر دیا۔ قلعے کی ڈیوڑھی سے نکل کر جب وہ شاہی باغ میں آئے تو ان میں سے ایک آدمی شاہی محل کی طرف چل پڑا۔ اجازت نامہ اس کی جیب میں تھا۔ ماریا نے پیچھے سے آکر اس کے کان میں کہا:

"کیا حال ہے، کہاں جا رہے ہو؟"

وہ آدمی خوف سے اچھل پڑا۔ ماریا نے دوسرے کان کے پاس منہ لے جا کر کہا:

"ذرا ایک بار اور اُچھلو، میں تمہیں چوہے کی طرح بھون کر کھا جاؤں گی۔ میں شاہی قلعے کی خونخوار بلی ہوں۔"

وہ آدمی چیخ مار کر دوڑا۔ ماریا نے اسے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ وہ پیچھے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ ماریا نے اس کی جیب سے اجازت نامہ نکالا اور واپس عنبر کو لا کر دے دیا۔

"خدا کی خدائی یاد آتی ہے۔"

"اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کی قدرت کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ وہ کائنات کی ہر شے پر قادر ہے، وہ جو چاہے کرتا ہے۔ اور اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ اب اگر ہم تاریخ کے اس پردے سے باہر آجائیں تو یہ لوگ سارے کے سارے مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہم اسی جگہ ۱۹۸۰ء کے ماڈرن شہر پیرس کو دیکھیں گے کہ بجلی کی ریلیں، ٹرامیں چل رہی ہیں۔ ہوائی جہاز اُڑ رہے ہیں اور ٹیلی ویژن گھروں میں دیکھے جا رہے ہیں۔ اگر ہم ان میں سے کسی کو بتائیں کہ ٹیلی ویژن بھی ایک شے ہوتی ہے تو انہیں کبھی یقین نہیں آئے گا۔"

اسی طرح باتیں کرتے کرتے رات ہو گئی۔ اندھیرا پھیل گیا۔ قلعے کے دروازے پر مشعلیں روشن کر دی گئیں۔ قلعے کی دیوار کے اوپر بھی جگہ جگہ مشعلوں کی روشنی ہو گئی۔ ماریا نے کہا:

"اب ہمیں قلعے میں داخل ہو جانا چاہیے کیونکہ ابھی بہت کام باقی ہے اور یہ لوگ صبح صبح قیدیوں کو کوٹھڑیوں سے نکال کر پنجروں میں بند کر کے شہر کی طرف جلوس بنا کر روانہ ہو جائیں گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ لو اجازت نامہ — اب تم آسانی سے اندر داخل ہو سکتے ہو۔"

عنبر اور ماریا اجازت نامے کے بغیر بھی اندر جا سکتے تھے۔ مگر وہ کسی جگہ بھی کوئی لڑائی جھگڑا کھڑا نہیں کرنا چاہتے تھے — وہ چاہتے تھے کہ ہر کام خاموشی اور امن سکون سے ہو جائے تو زیادہ اچھا ہے — عنبر نے قلعے کے دروازے پر جا کر اجازت نامہ دکھایا۔ اس پر صرف باغیوں کے لیڈر کی مہر ہوتی تھی — سپاہی نے مہر دیکھ کر عنبر کو اجازت نامہ واپس کرتے ہوئے گھور کر دیکھا اور کہا:

"جاؤ۔"

عنبر کے پاس ماریا بالکل تیار کھڑی تھی کہ ذرا کوئی خرابی پیدا ہو تو فوراً اس سپاہی کو اگلی دنیا میں پہنچا دے، مگر خیریت ہی رہی — عنبر اور ماریا دونوں تہ خانے میں آ گئے۔ یہاں آگے بڑا زبردست پہرہ تھا — عنبر ایک ستون کے پیچھے آ گیا۔ یہاں اندھیرا تھا۔ اس نے ماریا سے کہا:

"تم شہزادہ چارلس کی کوٹھری کا تالا جا کر کھول آؤ۔"

ماریا چارلس کی کوٹھری کے باہر آ کر رک گئی — اُس نے کوٹھری کے اندر جھانک کر دیکھا، شہزادہ چارلس اندھیرے کونے میں سر جھکائے بیٹھا تھا — اس کی کوٹھری میں اب صرف

ایک ہی دوسرا قیدی تھا — باقی دو قیدیوں کو وہاں سے نکال لیا گیا تھا — دونوں سر جھکائے موت کے انتظار میں سوگوار بیٹھے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ اگلے روز ان کے سر کاٹ دیے جائیں گے — اور اب انہیں دنیا کی کوئی طاقت موت کے منہ سے نہیں بچا سکتی — ماریا نے تالے کو دونوں ہاتھوں میں لے کر آہستہ سے دبایا — تالا بغیر آواز کے کھل گیا۔ ماریا نے اُسے وہیں کا وہیں لگا رہنے دیا اور واپس عنبر کے پاس آ گئی۔

عنبر نے کہا:

"اب ایک کام اور کرو۔"

"وہ کیا؟" ماریا نے پوچھا۔

"یہاں کسی پہرے دار کو بے ہوش کر کے اس کی وردی اور بندوق مجھے لا دو۔"

ماریا نے کہا:

"یہ تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ ابھی ابھی ایک پہرے دار میرے قریب سے گزرا تھا۔ اچھا میں ابھی کسی دوسرے کو پکڑتی ہوں۔"

ماریا دوسرے دالان والی کوٹھریوں کی طرف چلی گئی — یہاں ایک باغی پہرے دار بڑا اکڑ اکڑ کر پہرہ دیتے ہوئے پھر رہا تھا اور قیدیوں کی طرف دیکھ کر انہیں گالیاں بھی دیتا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا کو اس پر سخت غصہ آیا — یہی اس کا شکار تھا۔ ماریا نے ایک طرف اندھیرے میں جا کر ستون کے ساتھ زمین سے پتھر اٹھا کر مارا — کھڑاک سن کر پہرے دار ادھر کو لپکا —

جوں ہی وہ اندھیرے میں ستون کے پیچھے آیا۔ ماریا نے ایک کراٹے کا ہاتھ اس کی گردن پر ایسا مارا کہ پہرے دار کوئی آواز نکالے بغیر دھڑاپ سے فرش پر گر پڑا — یہاں اندھیرا ہی اندھیرا تھا — ماریا نے اس کی وردی اتار کر کندھے پر رکھی۔ بندوق اٹھائی اور عنبر کے پاس آ گئی۔

"یہ لو وردی، اسے پہن لو۔ جلدی کرو۔ وہاں میں نے سنا تھا کہ شاہی قیدیوں کو پہلے لے جا رہے ہیں"

عنبر نے کہا:

"بس اب کوئی دیر نہیں ہے — تم میرے ساتھ رہنا۔ اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو ہنگامہ نہ ہونے دینا — سارا کام خاموشی سے ہونا چاہیے۔"

عنبر وردی پہن کر باغی پہرے دار بن گیا۔ اس نے بندوق کندھے پر رکھی اور شہزادہ چارلس کی کوٹھڑی کی طرف آ گیا۔ یہاں جو سپاہی پہرہ دے رہے تھے — وہ سارے کے سارے شہر کے غنڈہ ٹائپ لوگ تھے اور سارے ہی ایک دوسرے کے لیے اجنبی تھے — کوئی کسی کو پہلے سے نہیں جانتا تھا۔ عنبر

نے آہستہ سے کوٹھڑی کا دروازہ کھولا اور کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ ماریا نے پیچھے دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا تاکہ کسی کو شک نہ پڑے کہ یہ پہرے دار اندر کیا کرنے گیا ہے۔

سپاہی کو دیکھ کر دوسرا قیدی تو کچھ نہ بولا، بلکہ اس نے اپنا سر اور زیادہ گھٹنوں میں دے دیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا یہ سپاہی اسے پھانسی کے تختے کی طرف لے جانے کے لیے آیا ہے۔ عنبر شہزادہ چارلس کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ شہزادے نے اپنا پریشان پریشان چہرہ اٹھا کر دیکھا۔

"کیا موت کا وقت آ گیا؟"

عنبر نے کہا:

"نہیں، زندگی کا دروازہ کھل گیا ہے۔"

"کیا؟" شہزادے نے حیران ہو کر عنبر کو دیکھا۔ دوسرے قیدی نے بھی اپنا سر اٹھا لیا، لیکن عنبر اس قیدی کو نہیں بچا سکتا تھا، کیونکہ موت اس کے مقدر میں لکھی جا چکی تھی۔ اگر ایسی بات نہ ہوتی تو اس کی جان بچانے کے لیے بھی اس کا کوئی نہ کوئی بھائی یا بہن یا ماں باپ عنبر کے پاس ضرور آتے۔

دوسرے قیدی نے کہا:

"تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟"

عنبر نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں شہزادہ چارلس کو یہاں سے نکالنے آیا ہوں۔"

"مجھے بھی یہاں سے نکال دو۔" قیدی نے عنبر کو بازو سے تھام کر کہا۔ عنبر بولا:

"میں ایسا نہیں کر سکتا۔ مجھے صرف شہزادہ چارلس کی جان بچانے کے لیئے کہا گیا ہے۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ شہزادہ چارلس کی جان نہ بچنے پائے۔"

"نہیں نہیں۔ میں شہزادے کی زندگی چاہتا ہوں۔ میں مر جاؤں تو کوئی بات نہیں۔ ہمارے شہزادے کو زندہ رہنا چاہیئے۔"

یہ لوگ کوٹھری کے اندھیرے میں باتیں کر رہے تھے۔ عنبر نے شہزادے سے کہا:

"جلدی سے میری وردی پہن لو اور اپنا قیدیوں کا لباس مجھے دے دو۔ دیر نہ کرو۔ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔"

عنبر نے اندھیرے میں جا کر اپنی وردی اتار دی۔ چارلس نے اپنا لباس اتار کر وردی پہن لی اور ٹوپی سر پر رکھ کر اسے آگے کو ماتھے پر کر لیا۔ بندوق کندھے پر اٹھا لی۔ عنبر نے اس کا قیدیوں والا سیاہ چغہ پہن لیا جس کے سینے پر قیدی کا نمبر سات لکھا ہوا تھا۔ عنبر نے شہزادے سے کہا:

"دروازہ کھلا ہے۔ یہاں سے نکل جاؤ۔ قلعے کے باہر دروازے

ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔ نارائن راؤ اُٹھ کر ماتا کے چرنوں میں سر رکھ کر سجدے میں چلا گیا اور کالی ماتا کی جے کا نعرہ لگایا تمام لڑکیاں خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھیں۔ اور نارائن راؤ کے گرگے ماتا کی جے کے نعرے لگا رہے تھے۔ کالی ماتا نے انہیں اشیرباد دینے کے لئے ہاتھ اٹھا دیا پھر ماتھے پر بل ڈال کر عنبر کی طرف دیکھا اور کہا اِس بکھوے کو اپنے ساتھ ہی لے جا رہی ہوں۔ صوفی نثار شاہ سے کہنا اگر ہمت ہے تو ناگ کو واپس لے جائے۔ ناگ میرے ساتھ ہی ہمیشہ کے لئے غائب ہو رہا ہے۔ کالی ماتا کا جسم دوبارہ مجسمے کی جگہ جا کر ساکت ہو گیا اب وہاں صرف پتھر کا مجسمہ ہی رہ گیا تھا۔ نارائن راؤ نے بڑے غصے سے عنبر کی طرف دیکھا اور کہا بہروپئے اب تو بھی اِس راز کے ساتھ ہی اس تہہ خانے میں دفن ہو جائے گا کیونکہ یہاں کا راز باہر نہیں جا سکتا۔ اُس نے اپنے حواریوں سے کہا منہ کیا دیکھتے ہو مورکھو۔ اس کے جسم کے ٹکڑے کر کے کنوئیں میں ڈال دو۔ یہ کہہ کر وہ لڑکیوں کی طرف متوجہ ہوا۔ جو عنبر کے کہنے پر باہر جانے کے لئے تیار تھیں۔ لڑکیو اپنی آنکھوں سے اپنے دھرم بھائی کا انجام دیکھو اور عبرت حاصل کرو۔ تمہاری تقدیر میں یہی لکھا ہے کہ میرے سیوکوں کی سیوا کرو اور یہیں مر جاؤ۔ تمام گرگے اپنے ہتھیاروں سے عنبر پر پل پڑے اور نارائن راؤ قہقہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگاتا ہوا اس بھروسے پر باہر چلا گیا کہ ایک منٹ میں عنبر کے جسم کے ٹکڑے کر کے اُس کے حواری لاشوں کے کنویں میں پھینک دیں گے۔ اِس تہہ خانے میں ایک لاشوں کا کنواں بھی تھا۔ جو اِس تہہ خانے کے اندر موجود تھا اور جب کوئی یہاں کا قیدی مرجاتا تو لاش اس کے اندر پھینک دی جاتی۔ جہاں سینکڑوں حشرات الارض اس گوشت پر پل رہے تھے اور پھر ہڈیوں کا پنجر ہی رہ جاتا جو آہستہ آہستہ اِس مٹی کی خوراک بن جاتا۔ اس کنویں کے اُوپر ایک بہت بڑا لوہے کا کئی من وزنی ڈھکن تھا جسے ایک کل کے ذریعے ہٹایا جاتا تھا۔ اور مُردہ پھینک کر پھر اسی کل کے ذریعے اِس کنویں کو بند کر دیا جاتا تھا کہ کوئی زہریلا کیڑا باہر نہ آنے پائے۔ نلائن راؤ کے گرگے اپنے ہتھیاروں سے عنبر پر گھاؤ لگانے کی کوشش میں پوری طاقت ضائع کر رہے تھے۔ لیکن وہ ایک بھی گھاؤ عنبر کے جسم پر لگانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اور اس لوہے کے جسم پر کئی ہتھیار ٹکرا کر ٹوٹ گئے۔ اُن کے بازو شل ہو گئے اور جسم پسینے سے تر ہو گئے۔ وہ وار کرتے کرتے تھک کر ہانپنے لگے۔ پھر بدری ہی کو ترکیب سوجھ گئی اس نے کہا یہ جادو کا بنا جسم ہے۔ اِس پر گھاؤ نہیں لگے گا۔ پھر انہوں نے آنکھوں آنکھوں میں ایک دوسرے کو اشارے کئے جسے عنبر نہ سمجھ سکا۔ اور وہ عنبر کو گھیر کر اس لوہے کے ڈھکن پر لے آئے۔ جو فرش کے

ساتھ ہی چپکا ہوا تھا۔ جوں ہی عنبر کے دونوں پاؤں اس پر آ گئے۔ بدری نے کالی ماتا کا نعرہ لگا کر کل کو زور سے گھما دیا۔ اور ڈھکن اندر کی طرف کھل گیا۔ جس سے عنبر کنواں میں جا گرا۔ اُوپر سے بدری نے ڈھکن بند کر دیا۔ لڑکیوں کی چیخیں نکل گئیں اور بدری نے قہقہہ لگایا اور کہا جان بچ گئی اگر یہ زندہ رہ جاتا تو مہاراج نے ہمارے جسموں کے ٹکڑے اُڑا دینے تھے۔ اب آؤ مہاراج کو بتا دیں کہ اس مُسلے کو کیڑوں کی خوراک بنانے کے لئے لاشوں کے کنویں میں پھینک دیا ہے۔ دوسری طرف عنبر گرتا چلا گیا اور کافی دیر کے بعد اس کے پاؤں ڈھانچوں پر پڑے جو کافی شکستہ ہو چکے تھے اور ٹوٹ گئے۔ عنبر کو ڈھکنا بند ہو جانے کا پتہ چل گیا تھا کیونکہ اب کنویں میں کافی اندھیرا تھا اسے حشرات الارض کی سرسراہٹیں سنائی دینے لگیں۔ جو بھوکے خوراک کی طرف جھپٹ رہے تھے۔ عنبر کی زندگی میں پہلی بار ایسا حادثہ پیش آیا تھا۔ جہاں وہ اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہا تھا۔ ایک تو ناگ کے متعلق وہ بہت فکرمند تھا۔ جس کی گردن کالی ماتا کے ہاتھ میں دیکھ چکا تھا۔ دوسری طرف کنویں میں اندھیرے کی وجہ سے اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ جہاں ہر طرف سیلن کی بُو پھیلی ہوئی تھی۔ اور تازہ ہوا برائے نام ہی تھی۔ جس سے اسے دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔ کنویں کے کیڑے چیونٹیوں کی طرح اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے جسم سے لپٹ گئے تھے اور اپنے دانت گوشت میں اتارنے کی بجائے اُن سے محروم ہو رہے تھے۔ آج پہلی مرتبہ یہ کیڑے پریشان تھے کہ مندر والوں نے اُن سے مذاق کرتے ہوئے کسی پتھر کو اندر پھینک دیا ہے۔ جس کا گوشت کھانے کی کوشش میں وہ اپنے دانتوں سے بھی محروم ہو رہے تھے۔ عنبر کا دماغ تیزی سے یہاں سے نکلنے کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اندھیرے میں کافی دیر رہنے کے بعد اُسے نظر آنا شروع ہو گیا تھا۔ اب کیڑوں میں اسے بڑے بڑے سانپ بھی نظر آنے لگے تھے۔ جن کی اب تک وہ پھنکاریں ہی سُن رہا تھا۔ لیکن انہوں نے اپنے آقا کی بُو عنبر کے جسم سے محسوس کر لی تھی۔ اور وہ ادب سے دور کھڑے پھنکاروں سے اسے خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ لہروں کی دوش پر ہوتی ہوئی پھنکاریں لفظوں میں ڈھل کر عنبر تک پہنچ گئیں اور پھر عنبر نے بھی ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور پوچھا اے میرے بھائی ناگ کے ہم نسلو تم اس جہنم میں کب سے آباد ہو۔ جواب میں انہوں نے کہا اے آقا کے بھائی ہم کئی نسلوں سے یہاں آباد ہیں ہمارے بزرگوں میں سے صرف ایک سانپ باقی ہے جو بہت بوڑھا ہے اور اپنے آپ ہل بھی نہیں سکتا۔ اس کے لئے خوراک بھی ہم ہی لے کر جاتے ہیں۔ اسی کنوئیں کے ایک سوراخ میں وہ رہتا ہے ساری باتوں کا ٹھیک جواب وہی دے گا۔ ہم اسے تیری خدمت میں لے

کر آتے ہیں۔ کئی سانپ ایک طرف روانہ ہوئے۔ اب عنبر پھر ناگ اور ماریا کے متعلق سوچنے لگا۔ ماریا سے بھی ملاقات نہ ہو سکی تھی نا جانے وہ کس مصیبت میں گرفتار رہے۔ پھر اسے صوفی نثار شاہ کا خیال آیا۔ وہ تو بہت بڑا بزرگ ہے۔ ہمارے حال سے ضرور واقف ہو گا۔ لیکن ابھی تک وہ مدد کے لئے نہیں آیا۔ کہیں ایسا تو نہیں اپنے کسی خاص مقصد کے لئے اُس نے ہمیں چارہ بنایا ہو۔ لیکن اس کے چہرے کا نور یاد کر کے اس نے خود ہی اپنے اس خیال کو جھٹک دیا۔ ہوا کی کمی کی وجہ سے اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی اور وہ سوچ رہا تھا اگر جلدی ہی کوئی بندوبست نہ ہوا تو کہیں وہ بیہوش ہی نہ ہو جائے۔ لیکن جلدی ہی اسے پھر سانپوں کی پھنکاریں سنائی دیں۔ اُس نے دیکھا ایک بہت بڑے اور لاغر اور اژدہے نما سانپ کو لے کر اپنے کندھے پر اٹھائے بہت سے سانپ آ رہے ہیں۔ پھر وہ عنبر کے پاس آ کر جُھک گئے اور کہا اے آقا کے بھائی ہمارا بزرگ تیری خدمت میں آ گیا ہے۔ معلومات کے لئے یہ سب کچھ بتا سکتا ہے۔ اُس اژدہے نے اپنی کمزور پھنکاروں سے اپنی زبان میں کہنا شروع کر دیا جس کا مفہوم عنبر تک لفظوں میں پہنچ رہا تھا۔ پہلے اس نے چند جملے تعظیم کے ادا کئے اور پھر عرض کی میں ایک ماہ کا بچہ تھا۔ تب سے یہاں لایا گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوں۔ یہ کئی سالوں کی بات ہے اور آج تم جو یہ کئی ہزار سانپ دیکھ رہے ہو یہ میری ہی نسل پھل پھول رہی ہے۔عنبر نے کہا یہاں سے آزاد ہونے کا کوئی راستہ تجھے معلوم ہے۔سانپ نے کہا یہاں سے قریب ہی گنگا ندی بہتی ہے جس کی وجہ سے یہاں کافی سیلن موجود ہے۔ میں اِسی سمت ایک سوراخ میں رہتا ہوں۔ جہاں جا کر یہ سوراخ ختم ہوتا ہے۔اُس جگہ مجھے بہت ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے اور ایسا بھی لگتا ہے کہ پانی کی لہریں اس سے آ کر ٹکرا رہی ہیں۔ اسی کی وجہ سے یہاں کی دیواروں کی مٹی نیچے سے بہت نرم ہے۔ اُوپر کا حصہ تو پتھروں سے چن کر چاروں طرف اُوپر تک بنایا گیا ہے لیکن نیچے کی زمین اس لئے کچی رہنے دی گئی ہے کہ کیڑے مکوڑے اس میں اپنا گھر بنا سکیں۔ اور خوراک نہ ملنے کی وجہ سے مٹی کھا کر بھی زندہ رہ سکیں۔ اُوپر کی دیواریں چاروں طرف سے پلستر کر کے سپاٹ کر دی گئی ہیں۔ اور پھر ان پر اس قسم کا روغن کیا گیا ہے کہ اوپر چڑھنے والا کیڑا فوراً پھسل کر زمین پر گر جاتا ہے۔ شاید یہ اسی لئے کیا گیا ہے کہ کوئی سانپ بھی اس قید خانے سے باہر نہ جا سکے۔عنبر نے کہا لیکن یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔ میں نے تو پوچھا ہے یہاں سے باہر جانے کا کوئی ذریعہ تمہیں معلوم ہو تو بتاؤ۔ اژدھے نے ایک منٹ تک سوچا اور

پھر کہا اے آقا کے بھائی تیری جان بچانے کے لئے ہم اپنی پوری اس نسل کی زندگی داؤ پر لگا دیں گے۔ جو یہاں آباد ہے۔ ہم سب مل کر اس سوراخ کو اتنا چوڑا کر دیں گے کہ تو اس میں سے گزر سکے۔ جس میں میری رہائش ہے اور پھر اسے اور لمبا کریں گے تاوقتیکہ گنگا کا پانی اس سوراخ سے اندر داخل ہونے لگے پھر تو اس سوراخ سے گنگا کے پانی میں چلے جانا اور تیر کر پانی کی سطح پر آ جانا اور جہاں جانا چاہو چلے جانا۔ اس کنوئیں میں پانی بھر جانے سے جو مصیبت ہم پر آئے گی اُسے ہم دیکھ لیں گے۔عنبر نے کہا تم فکر نہ کرو پانی کی سطح کے ساتھ ساتھ تم بھی تیرتے ہوئے ڈھکن تک چلے جانا۔ پھر جب پانی کنواں بھر جانے کے بعد باہر نکلنے لگے گا تو تہہ خانے میں قید دیو داسیاں خود ہی پنڈتوں کو ہی بتا دیں گی۔ جس سے وہ ڈھکن اٹھا کر دیکھیں گے تم فوراً ان کو ڈس کر باہر آ جانا۔ تہہ خانے میں پہنچ کر مندر میں جانا اور پھر درختوں وغیرہ پر چڑھ کر آزاد ہو جانا۔ تمہاری اس مہربانی سے پنڈت گنگا کا پانی تو روک نہ سکیں گے یہ تہہ خانہ بھی تباہ ہو جائے گا اور اُن مسلمان لڑکیوں کو بھی آزادی مل جائے گی۔ جو دیو داسیوں کی زندگی اس تہہ خانے میں بسر کر رہی ہیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ نے کہا ٹھیک ہے۔ جو ہوگا ہم بعد میں بھگت لیں گے۔ اب آپ بھی کسی مُردے کی سخت ہڈی لے کر ہمارا ساتھ دیں۔ ہم آگے جا کر سوراخ کو لمبا کرتے ہیں۔ آپ پیچھے سے اسے اتنی چوڑی کر لیں کہ ہم اس سے گذر سکیں یہ کام زیادہ مشکل بھی نہیں کیونکہ مٹی کافی گیلی اور نرم ہے۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ پھر سانپوں نے اس سوراخ میں گھس کر اندر سے اسے اور لمبا کرنا شروع کر دیا۔ عنبر نے بھی مُردہ کی ٹانگ کی لمبی نلی اٹھا لی اور اس سوراخ کو کشادہ کرنا شروع کر دیا۔

نارائن راؤ باہر مندر میں دھیان لگا کر بیٹھا تھا۔ یاتری آ کر ماتا کے چرن چھوتے نارائن کے چرن چھو کر چڑھاوے چڑھاتے اور چلے جاتے۔ اور کھڑے حواری یہ دیکھتے رہتے۔ اگر ان یاتریوں میں کوئی حسین چہرہ نظر آ جاتا تو اس کو اغوا کرنے کی کوشش کرتے اور پھر بنا سنوار کر اسے اپنے گرو کی بھینٹ کرتے تہہ خانے میں دیوداسیاں اس کا سکھایا ہوا سبق دوہرا دیتیں۔ کہ بھگوان شیو نے اسے سیوکار کرنے کے لئے بلوایا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قیدی ہو کر اس تہہ خانے کی اسیر ہو جاتیں۔

تھوڑی دیر کے بعد بدری گھبرایا ہوا نارائن راؤ کے پاس آیا اور اُس کے کان میں کچھ کہا جسے سن کر نارائن راؤ کے چہرے پر

فکر کی پرچھائیں چھا گئیں۔ اور وہ بدری کے ساتھ تہہ خانے کی طرف بھاگا۔ اندر آ کر اس نے جو منظر دیکھا اسے پریشان کر دینے کے لئے کافی تھا۔ اس نے دیکھا کنوئیں سے پانی نکل نکل کر تہہ خانے میں پھیل رہا تھا جس سے دیوداسیاں بھی چیخ و پکار کر رہی تھیں۔ نارائن نے انہیں ڈانٹتے ہوئے کہا۔ بند کرو یہ چیخ و پکار ورنہ قتل کر دوں گا۔ پھر اس نے چوبے اور بدری سے کہا۔ کنوئیں کا ڈھکنا اٹھاؤ۔ جونہی کلہاڑی ڈھکنا ہٹا اور پانی کے ریلے کے ساتھ ہی حشرات الارض باہر رینگ گئے اور انہوں نے تہہ خانے میں مصیبت برپا کر دی ایک سانپ نے چوبے کو کاٹ لیا اور دوسرے نے بدری کے جسم میں زہر اتار دیا۔ تمام فرش پر بچھو سانپ اور کیڑے رینگتے پھر رہے تھے۔ اور لڑکیوں نے چیخ چیخ کر آسمان سر پر اُٹھا رکھا تھا۔ نارائن راؤ کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ اس مصیبت کو کیسے روکے۔ کیونکہ پانی آہستہ آہستہ تہہ خانے میں جا رہا تھا۔ اور سانپوں نے ہر طرف مصیبت ڈال رکھی تھی۔ وہ لڑکیوں کو چھوڑ کر نارائن راؤ کے گرگوں کو ڈس رہے تھے۔ اور کچھ تو باہر کی طرف بھی رینگ رہے تھے۔ کیونکہ گھبراہٹ میں نارائن راؤ تہہ خانے کا دروازہ بند کرنا بھول گیا تھا۔ آخر اُس نے باقی بچے ہوئے اپنے گرگوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے کہا اِن لڑکیوں کو لے کر اُوپر آ جاؤ۔ اب شاید
گنگا میّا کا پانی اِس مندر کے تمام پاپ دھو کر ہی
واپس جائے گا۔ اُسی وقت صوفی نثار شاہ تہہ خانے
کی سیڑھیوں پر اپنی لکڑی کی کھڑاویں بجاتا ہُوا نارائن راؤ
کے سامنے آیا اور اس نے کہا نارائن راؤ تم نے اپنی کالی
کرتوتوں سے اِس مندر کو ناپاک کر دیا ہے۔ اب گنگا کا
پانی جب تک تمام مندر کو پاک دھو کر نہیں کر دیتا واپس
نہیں جا سکتا دیکھ لے یہ لاشوں کا کنواں اور یہ قید خانہ
ہی تمہاری بربادی کا سبب بن گیا ہے۔ گنگا ندی قہر
میں آ گئی ہے۔ بہت ممکن ہے یہ مندر جہاں موجود ہے
دو تین دنوں بعد یہاں صرف اُس کے نشان ہی نظر آئیں
اور یہ سب تیری ہی کرتوتوں کی وجہ سے ہُوا ہے۔
یہ کہہ کر صوفی نثار شاہ واپس چلا گیا اور نارائن
راؤ دوڑ کر کالی ماتا کے چرنوں میں گر پڑا اور گڑگڑا کر
اپنی مدد کے لئے پکارنے لگا۔ اب کی بار کالی ماتا کے
چہرے کے آثار بگڑے ہوئے تھے جیسے وہ اب نارائن
راؤ کی مدد کے لئے تیار نہیں ہے اور اسے بات پر غصہ
آ گیا تھا کہ اس کے غلط کرتوتوں کی وجہ سے مندر تک
سیلاب میں ڈوب رہا ہے تھوڑی دیر کے بعد نارائن راؤ

نے دیکھا کہ پتھر کے سانپ میں جان پیدا ہو گئی اور وہ جسم سے
رینگتا ہوا اُترا اور اُس نے نارائن راؤ کے ماتھے پر ڈس لیا۔
پانی تمام مندر میں داخل ہو گیا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے بڑھنے
لگا۔ دوسری طرف عنبر اُس سوراخ سے باہر گنگا میں آ چکا تھا۔
اور تیرتے ہوئے اُوپر کی سطح پر آ گیا تھا۔ اس نے کنارے
کی طرف تیرنا شروع کر دیا اور اسے بہت ہی خوشی اس
بات پر ہوئی کہ کنارے پر صوفی نثار شاہ کھڑا مسکرا رہا
تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر عنبر کو باہر نکالا اور اسے سینے
سے لگایا اور بتایا کہ نارائن راؤ اور اس کے حواری سانپوں کے
انتقام کا نشانہ بن چکے ہیں۔ اور کالی ماتا کا یہ مندر جو کاریگروں
کی مہارت کا بہترین نمونہ تھا۔ تیزی سے گنگا کی آغوش میں
سما رہا ہے۔ پھر وہ دونوں یہاں سے چل کر تھوڑی دور گئے
اور دور سے انہوں نے مڑ کر مندر کی طرف دیکھا جسے گنگا ندی
نے پوری طرح اپنی آغوش میں سما لیا تھا اور اس طرح اس
ظلم کدے اور گناہوں کے مرکز کا خاتمہ ہو گیا۔

چھ ہاتھ چار لاشیں

دوسری طرف ماریا کو یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ ناگ اور عنبر پرکاش کو جادوگر سے بچا کر لے آئے ہیں۔ لیکن بچے کو ماں باپ کے سپرد کر کے وہ بھی غائب ہو گئے تھے۔ ماریا کو اُن پر غصہ بھی آ رہا تھا اور وہ فکر مند بھی تھی۔ غصہ اس بات پر آ رہا تھا کہ بچے کو لانے کے بعد ان کو میرا انتظار کرنا چاہیئے تھا۔ فکر اس بات کی تھی کہ کہیں پھر وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس گئے ہوں۔ کیونکہ یہ خبر تمام شہر میں پھیل گئی تھی کہ گنگا ندی کی لہروں نے مندر کو ہمیشہ کے لئے اپنے اندر سما لیا ہے۔ اور اسے یہ بھی معلوم تھا۔ کہ پرکاش کو چھوڑ کر پھر وہ دونوں کالی ماتا کے مندر کی طرف ہی گئے تھے۔ سرائے والے نے ان کی غیر حاضری سے تنگ آ کر یہ کمرہ کرائے پر اٹھا دیا تھا۔ کیونکہ ان تینوں کا کوئی بھی سامان وہاں موجود نہ تھا اور سرائے کا مالک سمجھ رہا تھا کہ لڑکے اس کا کرایہ مار کر رفوچکر ہو گئے ہیں۔ نئے آنے والے کرایہ دار اس قدر بے ہنگم اور بدتمیز تھے

ماریا کا وہاں ایک منٹ بھی جی نہ لگا۔

عنبر اور ناگ کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی۔ وہ دریائے گنگا کے اس کنارے پر آئی جہاں کالی کا مندر تھا شاید یہاں سے اسے عنبر ناگ مل سکیں۔ لیکن وہاں تو سوائے لہروں کے اور کچھ نہ باقی بچا تھا۔ جو زور زور سے آ کر کنارے سے ٹکراتیں اور واپس لوٹ جاتیں۔ سورج غروب ہو رہا تھا اور بالکل سونے کے تھال کی طرح سے چمک رہا تھا۔ اس کی کرنوں سے گنگا کے پانی میں آگ کی ایک لپک رہی تھی۔ جس کے ساتھ ایک کشتی تیزی سے اس کنارے کی طرف آ رہی تھی۔ ماریا اس منظر کو نہایت دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔ جس میں ایک عورت سرخ لباس میں بیٹھی تھی اور باقی چار آدمی مختلف رنگ کے لباس میں نظر آ رہے تھے۔

ماریا نے سوچا شاید ان سے عنبر اور ناگ کے متعلق کچھ پتہ چل سکے۔ ماریا کنارے پر بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے لگی۔ کشتی جب کنارے پر لگی تو ماریا نے دیکھا کہ اس میں ایک خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اور جس نے رو رو کر اپنی آنکھیں سُجا رکھی ہیں۔ ماریا کو احساس ہوا کہ یہ لوگ اس لڑکی کو کہیں اغوا کر کے نہ لائے ہوں۔ نا جانے یہ اسے کہاں لے جا رہے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کنارے پر اُتر کر انہوں نے کشتی ویسے ہی چھوڑ دی جس سے اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ وہ واقعی لڑکی کو اغوا کر کے لائے ہیں۔ ورنہ اُترنے کے بعد سب سے پہلے اس کشتی کو کنارے پر باندھ دیتے۔ ان میں سے ایک جوشا یدان کا سردار تھا۔ اس نے زبردستی لڑکی کو اتارا۔ کیونکہ لڑکی اپنی مرضی سے اترنے پر رضامند نہیں تھی۔ اب ماریا نے سنا کر لڑکی جو ہاتھ جوڑ کر کہہ رہی تھی۔ خدا کے لئے میرے شوہر کو تو تم نے قتل کر دیا۔ اب مجھے بھی اس کے پاس پہنچا دو۔ سردار نے کہا اور دو لاکھ روپے جو سردار جیون سنگھ سے وصول کرنے ہیں وہ تیرا باپ دے گا۔ اس تیرے دشمن سے ہم نے دو لاکھ میں سودا کیا ہے۔

ہم دو لاکھ روپے لے کر تمہیں جیون سنگھ کے حوالے کر دیں گے۔ پھر تم جانو اور جیون سنگھ۔ ہمیں نہیں پتہ اس نے تمہیں کیوں اغوا کروایا ہے۔ اس نے تمہارے اغوا کرنے کی قیمت دو لاکھ لگائی اور ہم نے یہ کام کر لیا۔ یہاں سے تھوڑی دور ہی اُس کی حویلی ہے جس میں جیون سنگھ رہ رہا ہے۔

لڑکی نے کہا۔ وہ کمینہ ہے بزدل ہے۔ وہ بہادر ہرگز نہیں ورنہ تم جیسے لٹیروں کی مدد حاصل نہ کرتا۔ اگر وہ بہادر ہوتا تو خود میرے شوہر کا مقابلہ کرتا۔ اگر کوئی دشمنی تھی تو اس کے

ور میرے خاوند کے درمیان تھی یہ کہاں کی بہادری ہے و دشمن سے بدلہ لینے کے لئے اس کی بیوی کو اغوا کر لیا ے۔

سردار نے کہا اپنی چونچ بند کر لے ہمیں تیری کہانی سے ئی غرض نہیں۔ ہم نے صرف تیرا سودا سردار سے کیا تھا پنے تمام زیورات اتار کر ہمارے حوالے کر دے کیونکہ یہ سودے میں طے نہیں ہوا تھا۔ یہ زیورات اب ہماری ملکیت یں۔ ماریا کو اس پر طیش آ رہا تھا کہ روپے کی خاطر ان ظالموں نے ایک مسلمان لڑکی کی نہ صرف اغوا کی بلکہ اُس کے زیور بھی اُتروائے یں۔ ماریا نے سوچا ان کا تو انجام میرے ہاتھوں ہو کر ہی ہے گا۔ ذرا اُس سوُرمے کے بھی درشن کر ہی لوں۔ جس نے یہ سارا ڈرامہ رچایا ہے۔ اور یوں جو بھس میں چنگاری ڈال کر دور کھڑا تماشہ دیکھ رہا ہے۔

سردار نے لڑکی جس کا نام بلقیس تھا گھوڑے پر بٹھا کر جس کا انتظام اُس کے ایک ساتھی نے پہلے ہی کر رکھا تھا۔ اُس طرف روانہ ہو گئے جہاں جیون سنگھ کی حویلی تھی۔ ماریا بھی اُن کے پیچھے چل آ رہی تھی۔ آخر دور اُسے ایک حویلی نظر آئی وہ بھی اس لئے کہ اندھیرے میں کئی چراغ جلتے نظر آ رہے تھے۔ یہ ڈاکو بلقیس کو لے کر حویلی پہنچ گئے۔ جہاں سردار جیون سنگھ اپنے لٹھ بردار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حواریوں کے ساتھ صدر دروازے پر ہی کھڑا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ اُس نے سردار کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور سب کو لے کر حویلی کے ایک سجے ہوئے ہال میں آ گیا۔ جہاں چراغ جل رہے تھے۔ اور زمین پر خوبصورت قالین بچھا ہوا تھا اور مخملی گاؤ تکیے پڑے تھے۔ پھر اُس نے مستان سنگھ کو آواز دے کر کہا۔ مہمانوں کے لئے کچھ کھانے کو لاؤ اور کھڑک سنگھ سے کہو دو لاکھ روپے گن کر تھیلیوں میں ڈال کر لے آؤ۔ اسی وقت مہمانوں کے لئے پھل۔ دودھ۔ شہد اور ترکاریاں۔ مع چپاتیوں کے دسترخوان پر سجادی گئیں۔ نا جانے وہ کب سے بھوکے تھے۔ کھانے پر پل پڑے۔

ڈاکو کھانا کھا چکے تو کھڑک سنگھ چار تھیلیاں لے کر آ گیا جنہیں جیون سنگھ نے سردار کے آگے پھینکتے ہوئے کہا چندر راؤ بھٹنا گر انہیں گن کر پورا کر لو۔ یہ ڈاکوؤں کے سردار کا نام تھا جس نے تھیلیاں اٹھاتے ہوئے کہا سردار جی ہم تو آپ کے پرانے سیوک ہیں اور جانتے ہیں آپ بات کے دھنی ہیں ہمیں وشواش ہے ہمارے ساتھ دھوکہ نہیں ہو سکتا۔ اب آگیا دیجئے۔ جیون سنگھ نے ان سب سے باری باری ہاتھ ملائے اور وہ باہر نکل گئے۔ ماریا جو یہاں موجود تھی اُس نے سوچا پہلے اِن لوگوں کو تو سزا دے لوں بعد میں اس کم بخت

جیون سنگھ سے نپٹ لوں گی۔ وہ اِن چاروں کے ساتھ باہر آئی۔ جہاں ان لوگوں نے اپنے گھوڑے حویلی کے باہر درختوں کے ساتھ باندھے تھے۔ وہاں کافی اندھیرا تھا اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جوں ہی چندر راؤ نے تھیلیاں گھوڑے کی کاٹھی پر رکھ کر اپنا کھولنا چاہا ماریا نے آرام سے وہ تھیلیاں اٹھالیں چندر راؤ نے گھوڑے کی باگ کھول کر اس پر بیٹھنے سے پہلے تھیلیاں اٹھانا چاہیں تو وہاں کچھ نہیں تھا۔ اس نے سمجھا شاید اس کے ساتھی نے اٹھالی ہیں لہذا اس نے کہا۔ اوم چند تھیلیاں تم نے اٹھائی ہیں۔ اوم چند نے کہا بہت اچھے۔ اُس کے ساتھ ہی نے ماریا نے ایک گھوڑا کھول کر اُسے ایک چھڑی رسید کر دی۔ جو سرپٹ جنگل کی طرف بھاگ گیا۔ اوم اور ساتھیوں نے اندھیرے میں ایک گھوڑے کو تیزی سے جاتے ہوئے دیکھا اور پلٹ کر چندر راؤ سے کہا تھیلیاں دے کر بھگا دیا اسے بے ایمان کہیں کے۔ چندر راؤ نے کہا تم پاگل تو نہیں ہو۔ تیسرے ساتھی امر سنگھ نے کہا چندر راؤ ہمیں بیوقوف مت بناؤ۔ تم نے پہلے ہی اپنے کسی آدمی کو سمجھا رکھا تھا اور وہ اس کام کے لئے تیار رکھا تھا تم نے اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے تھیلیاں اُس کے حوالے کر دیں اور وہ لے کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب تمہارے بتائے ہوئے پتے پر تمہارا انتظار کرے گا۔ مگر یاد رکھو اسے یہ انتظار قیامت تک کرنا پڑے گا۔ اور اس سے پہلے تم اس کی موت بن کر وہاں پہنچ جائیں گے۔ چوتھے ساتھی کستوری لال نے کہا چندر راؤ ہم تجھے زندہ واپس جانے ہی نہ دیں گے۔ ڈاکوؤں کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں وہ بات کے پکے دھنی ہوتے ہیں اور غداری کی تو ہر گز سزا ہی موت ہے۔ پھر باقی تینوں ساتھیوں نے تلواریں نکال لیں۔ چندر راؤ نے کہا میں تم سے کمزور نہیں ہوں۔ سب کو مار کر ہی مروں گا۔ اس نے بھی تلوار نکال لی اور پھر ان چاروں میں کافی دیر تک شمشیر زنی ہوتی رہی۔ اور بالآخر چاروں ایک دوسرے کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ ماریا نے وہ تھیلیاں ایک جگہ چھپا دیں اور چندر راؤ کے لباس سے دلہن کے سارے زیور بھی نکال کر ان کے ساتھ رکھ لئے اور خود اندر بلقیس کی خبر گیری کے لئے چل دی۔ اُدھر جیون سنگھ بلقیس کو کہہ رہا تھا کہ میں تمہیں فروخت کر کے ایک بڑی رقم حاصل کروں جو تمہارے خاوند کی دشمنی کی وجہ سے ضائع ہو گئی ہے۔

بلقیس نے بھوکی شیرنی کی طرح کہا جیون سنگھ جو اچھا انسان ہی نہ ہو وہ نہ تو اچھا دوست ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کے قول و فعل پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ بہادر خان کی موت کے

ندگی بہت بڑی سزا ہے۔ میرے لئے مجھے زندگی کی موت
ازاد کر دو۔ کیونکہ جو تم نے چاہا ہے میں نہیں ہونے دوں
اریا اندر آ کر ایک کونے میں کھڑی ہو گئی۔ جیون سنگھ نے
یانوں نے سچ کہا ہے سیدھی انگلی گھی نہ نکلے تو ذرا ٹیڑھی
اس نے بڑھ کر بلقیس کو دبوچ لیا۔ بلقیس ایک دھان
کی لڑکی تھی بھلا جیون سنگھ جیسے قوی الجثہ سے زور آزمائی
تک کر سکتی تھی۔ بالآخر ماریا کو مداخلت کرنی ہی پڑی۔
نے جیون سنگھ کی تلوار جو دیوار سے لٹک رہی تھی اُسے
لیا۔ بلقیس جیون سنگھ کے ہاتھ پر کاٹ کر اُس کی گرفت
آزاد ہوئی۔ جوں ہی جیون سنگھ نے دوبارہ اپنا ہاتھ اس
ف بڑھایا۔ بلقیس کا دوپٹہ اس کے ہاتھ میں آ گیا۔
کا دوسرا سرا بلقیس کے ہاتھ میں تھا۔ جیون سنگھ نے زور
ر دوپٹہ چھین لیا لیکن ابھی اس کا ہاتھ واپس نہیں
تھا کہ ماریا نے اُس پر تلوار کا وار کر کے اسے کاٹ کر
دیا۔ جس پر جیون سنگھ کے علاوہ بلقیس بھی حیران تھی
دونوں کے علاوہ اس کمرے میں کوئی نہ تھا۔ اور نہ
ئی دکھائی دے رہا تھا۔ باہر لٹھ بردار حواری پہرہ دے رہے
جیون سنگھ کی چیخ نکل گئی۔ اُس کا ہاتھ کلائی سے
ہوا نیچے پڑا تھا۔ اور ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا۔ باہر سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مستان سنگھ کی آواز آئی۔ سردار جی کیا بات ہے۔ جیون
نے کہا سور کی اولاد اِدھر آ۔ مستان سنگھ نے درو
کھولنا چاہا جو اندر سے بند تھا اُس نے کہا۔ سردار جی
تو اندر سے کھول دیں۔ جیون سنگھ کراہتے ہوئے کنڈی
کے لئے آگے بڑھا اور اس نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کنڈ
چاہی ہی تھی کہ تلوار کا بھرپور ہاتھ ماریا نے مارا اور د
ہاتھ بھی کٹ کر زمین پر گر پڑا۔ اور اس دفعہ بڑی بھیانک
جیون سنگھ کے منہ سے نکل گئی۔ مستان سنگھ نے پھر کہا
کیا ہو رہا ہے۔ سردار جی ایک تو نڈیا قابو میں نہیں آر
گنڈی ہی کھول دو۔ جیون سنگھ نے دو تین گالیاں
اور کہا دروازہ کھول کے آ جا۔ میرے دونوں ہاتھ کٹ
ہیں۔ بلقیس خوف زدہ ہو کر چاروں طرف دیکھ رہی تھی
کوئی نظر نہیں آ رہا تھا اور یہی حالت جیون سنگھ کی
دروازہ کسی بہت ہی مضبوط لکڑی کا بنا ہوا تھا ا
بھاری تھا باہر سے مستان سنگھ۔ کھڑک سنگھ دونوں جو
پر تھے دروازے کو توڑنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن
کافی مضبوط ہونے کے سبب ٹوٹ بھی نہیں رہا تھا اند
سنگھ گالیاں دے رہا تھا کہ کتنے کے بچو جب میری گردن
جائے گی تب آؤ گے۔ اندر ماریا نے بلقیس کے کان میں

ری بہن مجھ سے ڈرو نہیں میں ایک رُوح ہوں۔ مجھے خدا
تمہاری مدد کے لئے بھیج دیا ہے۔ بلقیس پھر بھی سہمی اور
ہوئی تھی۔ اُس نے بھی سرگوشی میں کہا یہ دونوں بدمعاش
سنگھ اور کھڑک سنگھ کئی قتل کر چکے ہیں اور بڑے ہی
ہیں اگر یہ اندر آ گئے تو مجھے قتل کر دیں گے۔ ماریا نے
میں تمہارے ساتھ ہوں فکر نہ کرو۔ ڈرو نہیں ان دونوں
شاید آج ہی یوم حساب آ گیا ہے۔ اِن تینوں کی ارتھیاں
ہی اُٹھیں گی۔ آخر دونوں نے مل کر دروازہ توڑ دیا۔
جیون سنگھ کے دونوں کٹے ہوئے ہاتھ پڑے تھے۔ اور
قالین پر بیٹھا نیم بے ہوشی کے عالم میں کہہ رہا تھا۔ یہاں
بھوت ہے جس نے میرے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے ہیں۔
سنگھ نے غصے سے کہا ہم سے بڑا بھوت تو سردار جی اس
ے علاقے میں نہیں۔ سب سے پہلے حکم دو کہ اس کے ٹکڑے
ں بھوت سے بعد میں نپٹ لیں گے۔ جیون سنگھ نے کہا
سب کچھ اسی کے کارن ہوا ہے۔ کاٹ دو اس کا گلا۔ پھر
سنگھ نے اپنی تلوار نکال کر وار کرنے کے لئے ہاتھ اٹھایا
تھا کہ تلوار سمیت اس کا ہاتھ کٹ کر زمین پر آ رہا اور
سسکاری سی اُس کے منہ سے نکل گئی۔ مستان سنگھ نے
یہ ماجرہ دیکھا تو غصے سے بولا یہ کوئی بہادری نہیں چھپ کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وار کرتے ہو تم بھوت ہو دیو ہو خواہ کوئی بھی ہو۔ مزہ تو
ہے بہادروں کی طرح سامنے آکر وار کرو۔ پھر اس نے بھی
تلوار میان سے نکال لی اور للکارا دشمن سامنے آ اور دیکھ
مستان سنگھ کی تلوار کی کاٹ۔ تیری گردن تیرے دھڑ سے کیسے
جدا ہوتی ہے۔ کھڑک سنگھ نے کہا مستان سیاں پہلے
کو تو ختم کردے۔ دشمن سے پھر نپٹ لیں گے۔ مستان سنگھ
نے بڑی زور کا وار بلقیس کی گردن پر کرنا چاہا لیکن ہاتھ
فضا میں ہی تھا کہ کٹ کر زمین پر گر پڑا اور ساتھ ہی مستان
درد کے مارے دوہرہ ہو کر زمین پر بیٹھ گیا۔ بلقیس سہمے
انداز میں یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ کھڑک سنگھ نے جو یہ ماجرا
تو اپنے بائیں ہاتھ سے بلقیس پر وار کرنا چاہا لیکن ماریا بار
چاک و چوبند تھی اور اُس کے ایک اور بھرپور وار نے
کھڑک سنگھ کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ کر پھینک دیا۔ اب زمین
پر پانچ ہاتھ کلائیوں سے کٹے پڑے تھے۔ اور اُن میں سے خون
بہہ رہا تھا۔ جس سے کمرے کا فرش بھر گیا تھا۔ جیون سنگھ تو بے ہوش
ہو گیا تھا اور اب یہی کیفیت کھڑک سنگھ کی بھی ہو رہی تھی
تب پہلی مرتبہ ماریا نے ہونٹ کھولے اور کہا مجھے یہاں چھ ہاتھ
چاہئیں۔ یہاں صرف پانچ ہیں مستان سنگھ ابھی ایک ہاتھ تمہارے
پاس ہے۔ اسے مجھے دے دے۔ مستان نے قدرے ڈرتے ہوئے

نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ تم کون ہو اور کیوں ہمارے درمیان آ
گئی ہو ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ ماریا نے کہا اس لڑکی
نے بھی تمہارا کیا بگاڑا تھا۔ جس کا گھر برباد کر دیا ہے تم
لوگوں نے، مستان سنگھ کی حویلی سے تھوڑی دور اُن بدمعاشوں
کی چاروں لاشیں پڑی ہیں۔ میں چاہتی ہوں اُن کے ساتھ
ہی چھ ہاتھ بھی دفن ہوں۔ وقت کم ہے اپنا دائیاں ہاتھ بھی
بڑھا دو۔ مستان سنگھ نے جب سُنا تو اُٹھ کر بھاگنا چاہا لیکن
ماریا نے اسے مہلت ہی نہ دی اور ایک ہی وار میں اس کا
بایاں ہاتھ بھی کلائیوں سے کٹ کر زمین پر گرا۔ اور مستان سنگھ
بھی ایک بھیانک چیخ کے ساتھ زمین پر آ رہا۔ تب ماریا نے بلقیس
سے کہا یہ بدمعاش اپنی سزا بھگت چکے ہیں۔ اس سے پہلے کہ
حویلی کے دوسرے ملازموں کو خبر ہو یہاں سے نکل چلو۔ بلقیس
نے دروازہ کھولا اور وہ چھپتی چھپاتی حویلی سے نکل گئی۔ حویلی کے
باہر آ کر ماریا نے کہا۔ میرے ساتھ آؤ اور اپنی امانت بھی وصول
کرلو۔ ماریا اسے ان ڈاکوؤں کی لاشوں کے پاس لائی اور کہا
ان کو میں پہلے ہی سزا دے چکی ہوں۔ پھر بلقیس کے زیورات اور
دو لاکھ روپے کی تھیلیاں نکال کر بلقیس کو دیتے ہوئے کہا۔
یہ تمام تمہارے زیورات ہیں۔ اور یہ دو لاکھ روپیہ تاوان کے
طور پر وصول کرلو یہ جرمانہ ہے۔ بلقیس نے کہا اچھی روح

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تم نے تو یہ نیک کام کر کے ثواب کما لیا ہے۔

میرے شوہر کو اِن ظالموں نے قتل کر دیا ہے۔ اب مَیں سسرال جا کر کیا کروں گی۔ تم مجھے میرے ماں باپ تک پہنچا دو۔ ماریا نے کہا مَیں تمہارے ساتھ چلوں گی۔ ماریا نے مُردہ ڈاکوؤں کا ایک گھوڑا لیا اُس پر بلقیس کو بٹھایا اور اُس کے گاؤں روانہ ہوگئی۔

عنبر اور صوفی نثار شاہ دونوں سرائے میں آئے لیکن یہاں ماریا کا کہیں بھی پتہ نہیں تھا۔ عنبر نے ہر طرف اس کی خوشبو سونگھ کر دیکھا۔ لیکن ماریا وہاں ہوتی تو اس کی خوشبو بھی محسوس ہوتی۔ عنبر سرائے والوں پر ناراض ہوا۔ جنہوں نے اس کا کمرہ کرائے پر اٹھا دیا تھا۔ لیکن نثار شاہ نے عنبر کو سمجھایا کہ اب تم سرائے میں نہیں رہو گے۔ تمہیں ایک لمبی منزل طے کرنی ہے لہذا میرے ساتھ حویلی چلو۔ ناگ کے لئے تمہیں ایک کٹھن مرحلہ طے کرنا ہے جو غائب ہو چکا ہے اسے دوبارہ مایوس ہو کر واپس لانا ہے۔ عنبر ماریا سے ہو کر نثار شاہ کے ساتھ ہی اُس کی حویلی چلا گیا۔

جوں ہی ماریا بلقیس کو لے کر اُس کے گاؤں کے قریب پہنچی۔ اُسے چند گاؤں والے اُس کی تلاش میں پھرتے مل گئے۔ ان میں کچھ اُس کے اپنے گھر والے اور کچھ بہادر خان کے رشتہ دار

تھے۔ بہادر خان کے بھائی نے جلدی ہی قریب آتے ہوئے کہا بھابی تمہاری تلاش میں تو ہم نے کنوؤں میں بانس تک ڈلوا دیئے۔ تمہارا کہیں پتہ ہی نہیں چلا۔ ماریا نے اس کے کان میں سرگوشی کی کہ اس کو کہو تم ان ڈاکوؤں سے ڈر کر کہیں چھپ گئی تھی۔ بلقیس نے کہا بھائی جب سب بھاگ لئے اور بہادر خان بھی اس دنیا سے منہ موڑ گئے تو مَیں عزت بچانے کے لئے چھپ گئی تھی۔ بہادر خان کے بھائی نے کہا بھابی بہادر خان زندہ ہیں خدا کے فضل و کرم سے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اُن کو کافی زخم آئے ہیں لیکن اب وہ گھر پر موجود ہیں اور تمہارے لئے پریشان ہیں۔ بلقیس پر شادی مرگ کی کیفیت طاری ہو گئی اور خوشی سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اور اس نے روندے ہوئے دل سے کہا انور بھائی مجھے اُن تک جلدی پہنچا دو۔ پھر ماریا نے کہا اچھی بہن خدا کا شکر ادا کرو تمہارے سر کا تاج سلامت ہے اور خوشی خوشی اپنے گھر جاؤ اب مَیں چلتی ہوں۔ بلقیس نے کہا کاش اے نیک رُوح مَیں تمہیں دیکھ سکتی تمہاری خدمت کر سکتی تم نے جو احسان مجھ پر کیا ہے۔ خدا اس کی جزا تم کو دے۔ ماریا نے بلقیس کا ماتھا چوما اور اُسے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ بھیج دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جب تک اُن کے گھوڑے نظروں سے دور نہ ہو گئے۔ وہ انہیں دیکھتی رہی اور پھر اس ملاح کی طرح جو کنارے پر مسافروں کو اتار کر پھر واپس ہو جاتا ہے۔ ماریا بھی وہاں سے ہوٹل کی طرف چل دی اب اُسے عنبر اور ناگ کی فکر تھی۔

○

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر اور طلسمی تلوار

حویلی میں صوفی نثار شاہ نے اپنے علم اور کشف کے ذریعے ناگ کے متعلق رات بھر ایک وظیفہ کیا اور پھر صبح عنبر کو بلا کر کہا۔ میں نے تمہارے گمشدہ بھائی کا پتہ چلا لیا ہے۔ بیٹے کالی ماتا نے اُسے خلاء میں موجود ایک سیارے میں قید کر رکھا ہے اور اس سیارے کے گرد جادو کے بادلوں کا حصار قائم ہے عنبر نے مایوسی سے کہا اس کا مقصد ہے کہ ناگ تک رسائی ممکن نہیں۔ نثار شاہ نے کہا مایوسی گناہ ہے بیٹے۔ دنیا میں دہ وہ کون سی چیز ہے جس کا توڑ موجود نہیں سوائے موت کے ہر چیز کا توڑ موجود ہے۔ عنبر نے بے صبری سے کہا تو پھر بتا دیجئے اپنے بھائی ناگ کے لئے تو میں آگ کے سمندر میں بھی کود جانے کو تیار ہوں۔ نثار شاہ نے کہا صبر سے کام لو میرے بیٹے میں تمہیں سب کچھ سمجھا دوں گا ذرا غور سے سنو اس سیارے میں بھی ایک مخلوق آباد ہے۔ وہ بہت زیادہ خونخوار لوگ ہیں اور اس دنیا کے لوگوں کے ازلی دشمن ہیں۔ وہ اب بھی وحشیوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں اور کالی دیوی کی پوجا کر رہے ہیں۔ وہاں صرف ایک ہی بہت بڑا کالی ماتا کا مندر ہے جس میں کالی ماتا کا بہت بڑا بُت بنا ہوا ہے۔ اس بُت کے اندر ناگ قید ہے۔ عنبر نے کہا لیکن اس سیارے میں پہنچنے کا تو کوئی راستہ بتائیں۔ نشار شاہ نے کہا غور سے سنو۔ یہاں سے تمہیں کالے پانی کے سمندر کا سفر کرنا ہوگا اس سمندر کے بیچ ایک جزیرہ ہے وہاں چلے جانا اور ٹھیک چاند کے پورا ہونے کا انتظار کرنا۔ جب چاند پورا ہو جائے اسی رات کو تم سمندر میں کود جانا۔ اس جگہ سات مگرمچھ موجود ہیں۔ پانی کے نیچے ایک پہاڑی سلسلہ ہے اور چھوٹی چھوٹی غاریں بنی ہوئی ہیں ان میں سے ایک غار میں ایک صندوق موجود ہے۔ جس میں کالی کے بُت کی وہ چابی رکھی ہوئی ہے جہاں ناگ قید ہے اور جس کی حفاظت سات خونی آدم خور مگرمچھ کرتے ہیں۔ تمہیں ان سے مقابلہ کرنا ہوگا۔ اور وہاں سے صندوق کھول کر چابی حاصل کرنی ہوگی جو اُن ساتوں کی زندگی میں ممکن نہیں۔ تمہیں اُن سے لڑ کر انہیں ہلاک کرنا ہوگا۔ تب تم چابی تک پہنچ سکتے ہو۔ وہ سنہری چابی لے کر جب تم کنارے پر آؤ گے تو تمہیں کنارے پر ایک اُڑن رتھ ملے گی۔ تم اس میں بیٹھ جانا وہ خود بخود اُڑا کر تمہیں سیارے

میں لے جائے گی۔ اب سیارے میں پہنچ کر تمہیں ان وحشیوں سے بچنا پڑے گا جو آدمی کی بُو سونگھ لیتے ہیں اور اسے کچا ہی کھا جاتے ہیں اور اِن سے مقابلہ کوئی آسان بات نہیں کیونکہ ان کی مدد کے لئے کالی ماتا بھی موجود ہوگی جس کے قیدی کی رہائی کے لئے تم وہاں جاؤ گے۔ یہاں ایک نہایت سخت مقابلہ ہوگا۔ عنبر نے کہا لیکن میں کالی ماتا کے جادو کا مقابلہ کیسے کروں گا۔ نشار شاہ نے کہا پہلے سب کچھ سُن لو اِس مقابلے کے بعد ہی تم کالی ماتا کے مندر میں اس کے بُت کے پاس جا سکو گے۔ اس بت کے سر کے اُوپر ایک دروازہ ہے جس کی یہ چابی ہے۔ اسے کھول کر تمہیں نیچے جانے کے لئے سیڑھیاں ملیں گی تم جانا وہاں ناگ قید ہے لیکن وہ اپنی دماغی طاقت کھو بیٹھا ہے۔ ہوسکتا ہے کالی ماتا اسے بھی تمہارے مقابلے پر لے آئے۔ اور ناگ تمہارے گلے پڑ جائے کیونکہ اس سیارے میں جو بھی کالی ماتا کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے کالی ماتا ناگ کو کہتی ہے اس کا خون پی جا۔ اس طرح انسانی خون پی پی کر ناگ دماغی توازن کھو بیٹھا ہے۔ اس کے لئے میں تمہیں ایک جانور دوں گا۔ ناگ کے سامنے ڈال دینا ناگ جب اُس کا خون پی لے گا تو اُس کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دماغی کیفیت پھر ٹھیک ہو جائے گا۔ اور وہ تمہیں پہچان لے گا۔ وہاں کے وحشی لوگوں کی نظروں سے بچنے کے لئے میں تمہیں ایک روغن دوں گا وہ جسم پر مل لینا وحشی لوگوں کو تمہاری بُو نہیں آئے گی۔ باقی رہ گئی کالی ماتا اُس کے جادو سے بچنے کے لئے تمہیں پتہ بتا دوں گا۔ یہاں سے جنوب کی طرف ایک جنگل میں جھگی ڈالے ایک بوڑھے بزرگ یادِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ اُنہیں جا کر میرا اسلام دینا میرا نام سُن کر وہ تمہیں ایک تعویز دیں گے۔ جس سے تم کالی کے جادو سے محفوظ رہو گے۔ کیونکہ کالے علم کا توڑ صرف نوری علم ہی کر سکتا ہے۔ وہ بزرگ میرے مُرشد ہیں اور میں انہیں استاد مانتا ہوں۔ وہ بزرگ میرے بچپن کے دوست بھی ہیں۔ اب رہ گئی جسمانی طاقت کا مظاہرہ تو اس کے لئے میں طلسمی تلوار تمہیں دوں گا جو ہتھیار بھی اس سے ٹکرائے گا پاش پاش ہو جائے گا۔ اور اگر کالی کی موت ہی آ گئی ہے تو وہ تم سے اِس ہتھیار کے ہوتے ہوئے مقابلہ کرے گی ورنہ تمہاری راہ سے ہٹ جائے گی۔ مجھے معلوم ہے وہ میرے مرشد سے ناراضگی کا خطرہ مول نہیں لے گی۔ کیونکہ اُن کی تلوار کے ہوتے ہوئے تمہاری شکست تلوار کی شکست ہو گی۔ جسے وہ برداشت نہیں کریں گے اور پھر خود کالی ماتا کے

مقابلے کے لئے چلے آئیں گے۔ آج کی رات تم اور میرے مہمان رہو مجھے اِس تلوار کے لئے وظیفہ کرنا ہے۔
صبح ہی تمہیں روغن اور تلوار مع جانور دے دوں گا۔ تعویز جا کر اُن بزرگ سے لے لینا اور پھر سفر شروع کر دینا۔ میں تمہارے لئے دعا کروں گا اور وہ بزرگ بھی تمہاری کامیابی کے لئے دعا کریں گے۔ اب تم آرام کرو۔ عنبر نثار شاہ کے پاس سے ماریا کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ دوسری طرف ماریا بھی بلقیس کو چھوڑنے کے بعد ایک دفعہ پھر اُسی سرائے کی طرف روانہ ہو گئی۔ عنبر سرائے میں داخل ہوا تو نیچے کے ہال کمرے میں لوگ کھانے پینے میں مصروف تھے۔ عنبر بھی ایک میز پر بیٹھ کر ماریا کے متعلق سوچنے لگا۔ اُس کے سامنے ہی ایک بدمعاش قسم کا آدمی پوری میز کھانوں سے سجائے بیٹھا تھا۔ اور کھانے میں اِس طرح مصروف تھا کہ جیسے صدیوں کا بھوکا ہو۔ ایک نوکر عنبر کے پاس بھی پوچھنے کے لئے آ گیا کہ کیا چاہیئے۔ عنبر نے وقت گذارنے کے لئے چائے کا آرڈر دے دیا۔ عنبر نے ایک دفعہ پھر اُس بدمعاش کی طرف غیرارادی طور پر اسے دیکھا تو اسے بڑا تعجب ہوا کہ وہ مکھیاں مار مار کر پلیٹوں میں ڈال رہا ہے۔ پھر جب ہوٹل کا ملازم بل لے کر اُس کے پاس آیا تو وہ اِسی پر بگڑ گیا اور ساری پلیٹوں کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سُن سکتا۔ بس پھر کیا تھا اُس بدمعاش کی شامت آ گئی عنبر نے اسے اپنے مکّوں پر رکھ لیا کئی میزیں اُلٹ گئیں اور عنبر نے مار مار کر اِس بدمعاش کا بھرکس نکال دیا۔ اور کہا فوراً اِس کھانے کی قیمت ادا کرو ورنہ تمہاری گردن توڑ دوں گا تم جیسے لوگوں نے اِس دنیا کو جہنم بنا رکھا ہے شرافت اور انسانیت کو پامال کر دیا ہے۔ بدمعاش نے چپ چاپ کھانے کے پیسے چکائے عنبر کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا ہُوا آگے بڑھا اور کسی چیز سے اُلجھ کر گرا۔ جیسے اُس کو کسی نے ٹانگ اڑا کر گرا دیا ہو۔ بدمعاش بڑا حیران ہُوا کہ ٹکرانے والی چیز اُسے سامنے نہ دکھائی دی۔ اُس کے اِس طرح گرنے سے سارا ہال ہنس پڑا۔ لیکن عنبر سمجھ گیا یہ حرکت ماریا کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ اب اُسے ماریا کی خوشبو آنے لگی تھی۔ وہ اپنی میز پر جا بیٹھا جہاں نوکر نے چائے کا کپ لا کر رکھ دیا تھا۔ پھر عنبر نے دیکھا کپ میز سے خودبخود غائب ہو گیا۔ تب عنبر نے کہا خدا کا شکر ہے تم سے ملاقات تو ہو گئی۔ کئی روز سے تمہاری تلاش میں تھا۔ ماریا نے کہا مَیں بھی تمہارے اور بھائی ناگ کے لئے پریشان ہُوں۔ وہ کہاں ہیں۔ عنبر نے کہا ماریا ناگ کالی ماتا کی قید میں ہے اور پورا قصہ اسے کہہ سنایا —— جسے سُن کر وہ بہت پریشان ہوئی

کر پر اٹھا لیا کہ کھانوں میں مکھیاں پڑی ہوئی ہیں میری طبیعت کھانا کھا کر خراب ہو گئی ہے۔ اور اس نے دو تین ملازم کے بھی جڑ دیئے۔ عنبر اُس کی اِس حرکت پر بہت حیران تھا۔ مفت کھانا کھانے کے لئے اُس نے خوب ترکیب سوچی تھی۔ لیکن اُسی وقت سرائے کا مینجر اُس کے پاس آیا اور اُس نے کہا تم اِس قسم کی باتیں کر کے سرائے کی شہرت کو نقصان پہنچانا چاہتے ہو۔ مکھیاں تم نے خود ڈالی ہیں پیسے نہیں ہیں تو ادھار کر لو۔ مگر ہماری آنکھوں میں دُھول نہ جھونکو۔ اِس بات پر اُس بدمعاش نے مینجر کو بھی گالیاں دیں اور اپنے بوٹ سے ٹھوکریں بھی لگائیں۔ عنبر کو اِس بات پر غصہ آ گیا۔

وہ میز سے اُٹھ کر اُس بدمعاش کے پاس گیا اور نہایت شرافت سے کہا۔ بھائی مَیں نے خود دیکھا ہے تمہیں مکھیاں مار کر پلیٹوں میں ڈالتے ہوئے اپنی غلطی ماننے کی بجائے اِن بیچاروں کو مارنا بھی شروع کر دیا۔ بدمعاش نے ایک مکّا عنبر کو بھی جڑ دیا اور کہا تُو اِن کا ماماں ہوتا ہے اُلّو کے پٹھے۔ عنبر نے جب اس کی زبان سے اپنے باپ کو اُلّو کہتے سُنا تو غصے کے مارے اس کا چہرہ لال ہو گیا۔ کیونکہ عنبر میں یہ کمزوری ہے کہ وہ اپنے باپ کے متعلق کوئی ذرا سی بھی غلط بات نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور ضد کرنے لگی کہ وہ بھی ساتھ اِس سفر میں جائے گی۔ لیکن عنبر نے اسے سمجھایا کہ سفر اسے تنہا کرنا پڑے گا۔ قدم قدم پر خطرات سے ٹکرانا ہے۔ میرے واپس آنے تک تم یہیں قیام کرو۔ ماریا مان گئی اور کہا ناگ بھائی کو واپس لاتے ہی سیدھا اسی سرائے میں پہنچنا۔ میں ہر روز تم دونوں کا انتظار کروں گی۔ پھر عنبر نے بتایا وہ کل ہی صبح اپنے سفر پر روانہ ہو جائے گا۔ اور پھر باتیں کرتے ہوئے دونوں بھائی بہن سرائے سے باہر آ گئے۔ جوں ہی عنبر دوسرے دن صوفی نثار شاہ کے پاس پہنچا وہ اُس کا انتظار کر رہا تھا۔ اور اُس نے اُسے دیکھتے ہی کہا تم کہاں چلے گئے تھے میں رات کے کھانے پر تمہارا انتظار کرتا رہا۔ عنبر نے کہا میری بہن ماریا مِل گئی تھی لہٰذا ہم دونوں نے رات ناگ کے ہی متعلق باتیں کر کے گذار دی ہے۔ صوفی نثار شاہ نے کہا ماریا بہت اچھی بیٹی ہے اُسے بھی ساتھ لے آتے۔ عنبر نے کہا فی الحال میں اُسے سرائے میں چھوڑ کر آیا ہُوں۔ تب صوفی نثار شاہ نے شیشی میں بند ایک روغن اُسے دیا اور کہا اسے اپنے جسم پر مل لو اور یہ رہی طلسمی تلوار۔ عنبر نے دیکھا ایک نہایت خوب صورت میان والی تلوار تھی جس کے دستے پر لعل اور یاقوت جڑے ہوئے تھے نیام پر مخمل چڑھا ہُوا تھا اور اس تلوار کا دستہ خالص سونے

کا تھا۔ دونوں چیزیں اُس نے صوفی نثار شاہ سے لیں۔ اجازت اور دعائیں لیتا ہُوا اُس بزرگ کی تلاش میں جنوب کی طرف روانہ ہو گیا۔ عنبر منزلوں پر منزلیں مارتا ہُوا اپنا سفر طے کرتا رہا۔ اور یونہی ایک روز ایک گھنے جنگل میں پہنچ گیا۔ جہاں بندروں کی کافی تعداد موجود تھی۔ بندروں نے عنبر کو دیکھ کر خوخیانا شروع کر دیا۔ اور پھر عنبر پر پھلوں کی بارش شروع ہو گئی۔ عنبر پھل اٹھا اٹھا کر کھانے لگا۔ اسی کھیل ہی کھیل میں ساتھ سفر بھی جاری رہا۔ لیکن عنبر حیران تھا کہ اتنی تعداد میں بندر کہاں سے اکٹھے ہو گئے ہیں۔ جو لگا تار دورویہ درختوں پر چلے ہی جا رہے ہیں۔ آخر سورج غروب ہو گیا اور عنبر ستانے کے لئے ایک درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور اُس نے آرام کی خاطر آنکھیں بند کر لیں حالانکہ عنبر کو نیند آتی ہی نہیں۔ دراصل آنکھیں بند کر کے بندروں کا ردِ عمل دیکھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ اس کی آمد کی سے خوشی کی بجائے ناراضگی کا اظہار کر رہے تھے اور عنبر کا ماتھا ٹھنکا کہ ضرور دال میں کالا ہے لہٰذا آنکھیں بند کر کے وہ بیٹھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک بڑا بندر درخت سے اُترا۔ عنبر دل ہی دل میں مسکرایا کہ اس کا خدشہ ٹھیک ہی تھا۔ اب دیکھیں یہ کس لئے اُتر کر آیا ہے۔ بندر دبے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پاؤں عنبر کے قریب آیا اور طلسمی تلوار کو اٹھا کر لے جانا چاہا لیکن ہاتھ لگاتے ہی وہ چیخ کر دور جا گرا۔ عنبر کو پہلی مرتبہ احساس ہوا کہ اس تلوار کو کوئی میرے علاوہ ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اس کی باقاعدہ حفاظت ہو رہی ہے۔

رہی سہی کسر ہنومان نے پوری کر دی جو ایک درخت سے مع گرز کے اتر آیا۔ اور قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔ عنبر تجھ سے کہا تھا نہ کہ مقابلہ اُدھار رہا "کھنڈرات کی بدروحوں میں تُو نے مجھے شکست دی تھی۔ لیکن آج میری شکتی کے علاوہ میرے ساتھ کالی ماتا کی شکتی موجود ہے اور اُس نے مجھے اپنی مدد کے لئے بلایا ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ ہم دونوں کا دشمن ایک ہی ہے۔ اگر میرا یہ سیوک تیری یہ تلوار لے آنے میں کامیاب ہو جاتا تو تیری تکا بوٹی کرنے کے لئے میرے یہ سیوک ہی کافی تھے۔ میں نے اس تلوار کو پہچان لیا ہے یہ طلسمی تلوار ہے جو چوری نہیں کی جا سکتی۔ عنبر نے کہا کیا تمہاری کالی ماتا نے ابھی سے اپنی شکست مان لی ہے کہ تمہیں اپنی مدد کے لئے بلایا ہے۔ وہ خود بھی مقابلہ کر سکتی تھی۔

ہنومان نے کہا کیا بکتا ہے۔ کالی ماتا اور تجھ جیسے کھٹمل سے ہار مان لے۔ دراصل وہ تجھ جیسے چھوٹے آدمی کے منہ

نہیں لگنا چاہتی۔ اور پھر جس کے سیوک ہم جیسے شکتی وان موجود ہوں۔ اُسے بھلا خود آنے کی کیا ضرورت ہے۔ عنبر نے کہا اب تم کیا چاہتے ہو۔ ہنومان نے کہا تمہاری موت ہی میری شکست کے اپمان کو بھلا سکتی ہے۔ تیار ہو جاؤ میں تم پر وار کرنے لگا ہوں۔ عنبر نے طلسمی تلوار میان سے نکال لی اور ہنومان کے کندھے پر رکھا ہوا کئی من کا گرز ہوا میں لہرایا اور عنبر پر وار کیا جسے عنبر نے طلسمی تلوار پر روکا۔ لیکن تلوار کی دھار سے لگتے ہی گرز کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ عنبر نے ہنس کر ہنومان کو دیکھا۔ ہنومان نے کہا گھمنڈ مت کر۔ یہ شکتی تیری نہیں طلسمی تلوار کی ہے۔ پھر اُس نے جے کالی ماتا کا نعرہ لگایا۔ گرز کا ٹکڑا زمین سے اُٹھ کر پھر دوسرے ٹکڑے سے جڑ گیا۔

اب ہنومان نے طنزاً مسکرا کر عنبر کی طرف دیکھا اور کہا دیکھ لیا میرا چمتکار۔ عنبر نے کہا ہنومان یہ تیرا چمتکار نہیں۔ کالی ماتا کی شکتی ہے۔ ہنومان نے اپنی دُم گھما کر کمند کی طرح پھینکی جس سے عنبر کے دونوں ہاتھ بندھ گئے لیکن دوسرے ہی لمحے عنبر نے زور لگا کر دُم کے دو ٹکڑے کر دیئے اور ہنومان کی چیخ نکل کر رہ گئی۔ ہنومان نے آسمان کی طرف ہاتھ کیا اگنی بان اس کے ہاتھ میں آ گیا۔ جس کا تیر جل رہا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اُس نے نشانہ باندھ کر عنبر کے دل پر تیر پھینکا۔ لیکن تیر عنبر سے ٹکرا کر زمین پر جا پڑا اور اور اس کی جلتی ہوئی نوک ٹیڑھی ہو گئی۔ ہنومان نے حیرت کے ساتھ عنبر کو دیکھا اور کہا کم بخت کس مٹی کا بنا ہوا ہے۔ عنبر نے کہا فکر مت کرو ہنومان۔ تم اپنے حربے آزمائے جاؤ

اب ہنومان نے اپنے منہ سے آگ برسانی شروع کر دی راستے میں آئے ہوئے کئی درختوں اور شاخوں کو آگ لگ گئی۔ لیکن مسلسل عنبر کے جسم پر آگ برستی رہی اور اس کے کپڑے تک نہ جلا سکی۔ اس دفعہ تو عنبر کو خود بھی حیرت ہو رہی تھی لیکن اُس نے محسوس کر لیا تھا کہ میرے پیچھے بیٹھا ہوا صوفی نثار شاہ بھی مہان شکتی کا مالک ہے۔ ورنہ طلسمی تلوار کوئی چھوٹا موٹا آدمی تو حاصل نہیں کر سکتا۔ دوسری طرف ہنومان غصے سے ٹہل رہا تھا۔ اُس کا آگ والا حربہ بھی ناکام ہو چکا تھا۔ اُس نے اپنی قوم کو حکم دیا۔ اس ملنش سے لپٹ جاؤ اور اس کی تکا بوٹی کر ڈالو تمام بندروں نے درختوں سے چھلانگیں لگا کر اکٹھا ہونا شروع کر دیا۔ عنبر نے کہا ہنومان کیوں اِن غریب جانوروں کی جان گنوانا چاہتے ہو۔ اِن کا خون تمہاری گردن پر ہوگا۔ اب سب بندر اکٹھے ہو کر عنبر پر حملہ آور ہو گئے لیکن عنبر کے جسم

پر جس نے ناخن مارا اُس کا ناخن ٹوٹ گیا۔ جس نے دانت گاڑھنے چاہے اُس کے دانت ٹوٹ کر منہ میں آ گئے۔ اور جس کسی کو ہوا میں اُچھالا اُس کی کمر ٹوٹ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے کئی بندر اپنے ہاتھ پاؤں تڑوا بیٹھے۔ پھر ہنومان اور عنبر کا جسمانی مقابلہ بھی شروع ہو گیا۔ اب ایسے لگتا تھا کہ دو ہاتھی آپس میں ٹکرا رہے ہیں۔ ہنومان کے قدموں سے زمین کانپ رہی تھی۔ لیکن کئی گھنٹے مقابلہ جاری رہا۔ مگر دونوں ایک دوسرے کو زیر نہ کر سکے۔ آخر دونوں پسینے میں شرابور ہو گئے۔ تو ہنومان نے "جے کالی ماتا" کا نعرہ لگایا اور پھر عنبر نے پہلی مرتبہ دیکھا کالی ماتا شیر پر سوار اپنے چھ ہاتھوں میں ہتھیار سجائے آسمان سے اُتر آئی اور غصے سے عنبر کی طرف دیکھا اور کالی ماتا نے ہنومان سے کہا۔ ہنومان تیری شکتی کو کیا ہوا ہے۔ ایک معمولی انسان تجھ سے بھسم نہیں ہو سکا۔ پھر اُس نے بڑے غیض و غضب سے عنبر کی طرف دیکھا اور کہا تو اپنے بھائی ناگ کا انجام بھول گیا ہے جو میری شکتی سے ٹکرانے چلا آیا ہے۔ تیرے بھائی نے میرے ایک سیوک کو ڈس لیا تھا۔ وہ آج تک میری قید میں بند ہے۔ اب تو نے اپنی شامتِ اعمال کو آواز دی ہے۔ میں تجھے جلا کر راکھ کر دوں گی تیار ہو جا۔ عنبر کے دل میں تھوڑی دیر کے لئے اُس بزرگ کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خیال آیا جس سے تعویذ حاصل کرنا تھا وہ فکر مند ہو گیا کہ تعویذ ملنے سے پہلے ہی جادو کی اس طاقت سے مقابلہ ہو گیا ہے۔ عنبر نے یہ سوچا ہی تھا کہ اس کے سامنے ایک بزرگ نمودار ہوئے ہاتھ میں تسبیح تھی اور اس کے جسم میں آ کر سما گئے اور سرگوشی کی کہ فکر مت کر۔ مجھے تیرے آنے کی اطلاع مل گئی تھی۔ یہ میرا علاقہ ہے اور ان دونوں نے یہاں آ کر میری توہین کی ہے۔ لیکن شاید کالی ماتا یہ سب کچھ نہ دیکھ سکی تھی۔ اس نے اپنے ہاتھوں میں پکڑا اگن چکر انگلی پر گھمایا اور اسے زور سے عنبر کی طرف پھینکا۔ جو راستے میں آئے ہوئے کئی درختوں کو کاٹتا ہوا عنبر کی طرف بڑھا اور قریب جا کر ہوا میں معلق ہو کر گھومتا رہا۔ لیکن عنبر تک نہ پہنچ سکا۔ پھر عنبر کی زبان سے بزرگ نے چکر کو حکم دیا واپس جا اور پھینکنے والے پر وار د ہو جا۔ چکر اور تیزی سے گھوما اور واپس کالی ماتا کی طرف بڑھا۔ کالی ماتا نے اپنا ایک ہاتھ بڑھا کر اسے پکڑنا چاہا لیکن اگن چکر ایک ہاتھ کاٹ کر نکل گیا۔ کالی ماتا کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اس کے کٹے ہوئے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا۔ ہنومان بھی حیران ہو کر دیکھ رہا تھا۔ اگن چکر پھر واپس آیا اور دوبارہ کالی پر حملہ آور ہوا۔ لیکن اس دوران کالی اپنے شریر سمیت غائب ہو گئی تھی۔ ہنومان نے جو

کالی ماتا کا یہ حشر دیکھا تو اس نے بھی بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی۔ بندر بھی تمام زخمیوں کے علاوہ درختوں پر چڑھ گئے تب بزرگ عنبر کے جسم سے جدا ہوئے اور پیار سے کہا اب آؤ میرے ساتھ۔ کالی ماتا کے جاتے ہی ہر طرف آندھیاں چلنے لگیں۔ اور آندھی نے اتنی شدت اختیار کی کہ کئی درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ لیکن ایک بھی عنبر یا بزرگ کو نہ چھو سکا بزرگ نے مسکرا کے کہا ڈرو نہیں چلے آؤ۔ کالی ماتا کھسیانی ہو کر کھمبا نوچ رہی ہے۔ دونوں چلتے رہے اور بزرگ کی گھاس پھوس کی جھونپڑی آ گئی۔ لیکن اتنی شدت کی آندھی میں بھی وہ جھونپڑی اسی طرح کھڑی تھی۔ جب کہ کئی تناور درخت جڑ سے اکھڑ گئے تھے۔ لیکن جھونپڑی کو کوئی گزند نہ پہنچ سکی تھی۔ بلکہ اس میں چراغ بھی روشن تھا۔ جس کی لو بالکل سیدھی کھڑی جل رہی تھی۔ ہوا سے ذرا بھی اس میں لرزش نہیں آ رہی تھی۔

عنبر اور بزرگ دونوں بیٹھ گئے۔ تب بزرگ نے جو کی روٹی اور پیاز نکال کر عنبر کے سامنے رکھا اور کہا فقیروں کے دسترخوان پر تو یہی کچھ دستیاب ہے بیٹا۔ بسم اللہ کر کے کھاؤ۔ عنبر نے کہا مجھے بھوک تو محسوس ہوتی نہیں لیکن تبرک سمجھ کر اسے ضرور چکھوں گا۔ فقیر نے کہا میں سب جانتا ہوں۔ تم کھاؤ میں تمہارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لئے نقش تیار کر لوں۔ اب آندھی رُک گئی تھی اور آسمان پہ چاند چمک رہا تھا۔ ستاروں کی ٹولیاں بھی نیلی چھت پر آنکھ مچولی کھیل رہی تھیں۔ بزرگ نے تعویز اپنے ہاتھوں سے بسم اللہ کہہ کر عنبر کے گلے میں ڈال دیا اور کہا لو بیٹا خدا کے فضل و کرم سے اِس تعویز کی وجہ سے تم ہر قسم کے جادو سے محفوظ رہو گے۔ رات اگر میرے مہمان رہنا چاہو تو مجھے خوشی ہو گی۔ لیکن یہاں گھاس پھوس کا بستر ہی ہو گا۔ کوئی آرام دہ بستر تمہیں مَیں مہیا کر کے نہیں دے سکتا۔ اس لئے کہ یہ فقیر کی جھونپڑی ہے کسی امیر کا محل نہیں۔ عنبر نے قدموں کو چھو کر کہا محترم بزرگ جو سکون اور باری تعالےٰ کے انوار کی بارش یہاں ہے وہ محلوں میں کہاں۔ تعصب اور لالچ کی دنیا میں سوائے ہنگاموں اور قتل و غارت کے سوا رکھا ہی کیا ہے انسان انسان کو نوچ نوچ کر کھا رہا ہے۔ وہاں امیروں کے محلات غریبوں کی لاشوں پر تعمیر ہوتے ہیں جہاں شیطانوں کا رقص ہوتا ہے۔ بزرگ نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو بیٹا یہ دنیا اب نیک لوگوں کے رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ اس لئے مَیں اسے چھوڑ کر بہت دُور ویرانے میں آ بسا ہُوں۔ عنبر نے کہا مَیں رات یہاں آپ کے قدموں میں گزاروں گا اور فجر کے وقت آپ کی دعائیں سمیٹ کر منزل کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ اِس سکون کے ساتھ

مَیں جہاں بھی ہُوں گا آپ کی دعاؤں کے زیرِ سایہ ہُوں گا بزرگ نے کہا انشاءاللہ فتح حق کی ہو گی اور تم کامیاب لوٹو گے۔ تم جہاں بھی ہو گے میری نظروں میں رہو گے۔ عنبر نے بزرگ کے ساتھ مل کر جو کی روٹی پیاز کے ساتھ کھائی۔ پھر بزرگ تو یادِ الہٰی میں مشغول ہو گئے اور عنبر گھاس پھوس کے بستر پر لیٹ کر آئندہ کے متعلق سوچنے لگا۔ آسمان پر چاندنی کی بارات دھیرے دھیرے گزرتی رہی اور پھر چمکتے ہوئے ستاروں کے دل ڈوبنے لگے۔ اور اُن کا حُسن سحر کے نور سے پھیکا پڑ گیا۔ نور کا تڑکا ہوا۔ شجر اور حجر تمام اپنے خدا کی حمد و ثناء میں مصروف ہو گئے۔ پرندوں نے درختوں کی ڈالیوں کے جھولوں میں بیٹھ کر ذکرِ الہٰی شروع کر دیا اور کانوں میں رس گھولنے لگے عنبر اجازت لے کر بزرگ سے روانہ ہو گیا۔ اب عنبر کے پاس دو طاقتیں موجود تھیں۔ ایک تعویز تھا دوسری طلسمی تلوار تھی۔ وہ منزلوں پہ منزلیں طے کرتا ہُوا اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ پہلی ہی منزل پر شکست کھانے کے بعد ابھی تک کوئی اور بدی کی طاقت راہ میں حائل نہیں ہوئی تھی آخر کئی دن کی مسافت طے کر کے وہ کالے سمندر کے پانی تک پہنچ گیا۔ اُس نے دُور سے دیکھا۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر اور کالا سمندر

تھوڑی ہی دور اُسے وہ جزیرہ دکھائی دیا۔ اُس نے سمندر میں چھلانگ لگائی اور تیرتا ہوا اُس جزیرے پر پہنچ گیا۔ اُسے اس بات پر حیرت تھی کہ اِس جزیرے کی زمین نہایت نرم تھی اور سارا سپاٹ میدان تھا کہیں بھی کوئی درخت نظر نہیں آرہا تھا۔ چاند سمندر کی لہروں میں سے اپنا سر اُبھار رہا تھا اور اس کی روپہلی چاندنی اِس زمین پر اِس طرح سے پڑ رہی تھی کہ جس سے ساری زمین چاندی کی معلوم ہو رہی تھی۔ لیکن عنبر کو یہ دیکھ کر بڑا افسوس ہوا کہ ابھی چاند آدھا تھا جس کا مقصد تھا کہ اُسے مزید کئی دن چاند کے پورا ہونے کا انتظار کرنا ہوگا۔ اُس کا بس چلتا تو اُڑ کر ایک منٹ میں ناگ تک پہنچ جاتا۔ لیکن تقدیر کا لکھا کون مٹا سکتا ہے ہر چیز کے لئے وقت معیّن ہے اور وہ اس سے پہلے نہیں ہو سکتا۔ وہ چاندی کی طرح چمکتی اور ربڑ کی طرح نرم گیلی زمین پر لیٹ گیا جس کی ٹھنڈک نے اسے بہت سکون پہنچایا۔ اُسے زندگی میں پہلی بار

محسوس ہوا کہ کوئی اُسے تھپک تھپک کر سلا رہا ہے۔ جیسے ایسی خنک ہوا میں کوئی نشہ آور اثر ہے۔ اُسی وقت کالی ماتا فضا میں نمودار ہوئی اور اُس نے مچھلی کو حکم دیا جا اسے گہرے سمندروں کے بھنور میں لے جا کر چھوڑ دے۔ دراصل جسے عنبر جزیرہ سمجھ رہا تھا یہ ایک بہت بڑی وہیل مچھلی تھی۔ اِسی لئے عنبر کو اِس کی زمین گیلی اور نرم لگ رہی تھی جو مچھلی کی کھال تھی اور اسی لئے اِس زمین پر اسے کوئی درخت دکھائی نہ دیتا تھا۔ مچھلی نے اپنے جسم کو حرکت دی اور سمندر میں اُتر گئی اور تیرتی ہوئی دُور بہت دُور پہنچ کر سمندر کے بھنور کی طرف چل پڑی۔ یہ سفر ابھی شروع ہی ہوا تھا کہ تعویز سے ایک شعلہ اٹھا اور عنبر کی آنکھوں میں چھائی دُھند چھٹ گئی۔ اس نے محسوس کیا شاید زلزلہ آ گیا ہے۔ لیکن جب وہ پوری طرح اپنے حواس پر قابو پا چکا تو اسے محسوس ہوا وہ ایک بہت بڑی مچھلی کی پیٹھ پر بیٹھا ہوا ہے۔ اُس نے فوراً دوڑ کر اِس میلوں لمبے جسم کو پار کیا اور سمندر میں چھلانگ لگا دی۔

مچھلی نے اپنی بہت بڑی اور لمبی دُم گھما کر اسے ماری جس سے عنبر کئی گز اوپر گیا اور دُور بہت دُور جا کر درختوں سے گھرے ہوئے ایک جزیرے پر جا گرا۔ اور کوئی ہوتا تو اس کی ہڈیوں کا سُرمہ بن چکا ہوتا۔ لیکن یہ عنبر تھا جو گیند کی طرح جا کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زمین سے لگا اور تھوڑی دور لڑھکتا چلا گیا۔ اور پھر اُٹھ کر بیٹھ گیا اور اب وہ درختوں سے گھرے ہوئے ایک ذخیرے میں موجود تھا۔ جو بلاشبہ اِسی جزیرہ کا حصہ تھا جہاں اسے اُترنا تھا اگر تعویز کی طاقت اُس کے پاس نہ ہوتی تو وہ بیچ سمندر کے بھنوروں کی نظر ہو چکا ہوتا۔ یہ بدی کی طاقتوں کی دوسری شکست تھی جو وقتی طور پر نیند کی صورت میں اپنا اثر اُس پر ڈال سکی تھی۔ لیکن جلدی ہی ان کا اثر زائل ہو گیا۔ ورنہ عنبر کو تو نیند آتی ہی نہیں ہے۔ اور اس شکست پر بھی کالی ماتا اپنے اُس سیارے میں بیٹھی پیچ و تاب کھا رہی تھی۔

عنبر نے دیکھا تلوار اُس کے پاس تھی۔ تعویز اس کے گلے میں تھا اور جانور بھی اُس کے مچھے کی جیب میں موجود تھا۔ جو چھپکلی کی طرح چار ٹانگوں والا تھا لیکن رنگ سیاہ تھا اور پیلی بلور کی طرح چمکتی ہوئی آنکھیں تھیں اور وہ جسامت کے لحاظ سے بھی چھپکلی کے برابر ہی تھا۔ اس میں خوبی یہ تھی کہ وہ بغیر کچھ کھائے پیئے زندہ رہتا تھا۔ اب اسے اطمینان ہو گیا کہ اس کی غفلت میں بھی اُس کی کوئی چیز غائب نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح کئی روز اسے یہاں قیام کرنا پڑا۔ ہر روز وہ چاند کو دیکھتا جو دن بدن بڑھ کر گول ہو

رہا تھا اور بالآخر وہ دن آ ہی گیا جب پورا چاند گول تھال کی طرح آسمان پر جگمگا رہا تھا اور یہی وقت تھا جب اسے سمندر میں کود جانے کا حکم تھا۔ عنبر نے ایک نگاہ پورے ماحول پر ڈالی اور پھر خدا کا نام لے کر سمندر میں کود گیا۔ پانی اسے باہر پھینکنے کی بجائے اندر ہی اندر گہرائی میں لیتا چلا گیا۔ لیکن اسے حیرت ہو رہی تھی کہ اسے سانس لینے میں ذرا بھی دشواری نہیں ہو رہی تھی۔ آخر وہ گہرائی میں اس جگہ پہنچ گیا۔ جہاں پانی کالے کی بجائے بالکل شفاف ہو گیا تھا اور یہاں سے پہاڑی سلسلہ پانی کے اندر شروع ہو جاتا تھا۔ لیکن اچانک ہی پانی کی پُرسکون لہروں میں طوفان سا برپا ہو گیا۔ عنبر نے دیکھا ایک بہت بڑا مگرمچھ اپنے خونی جبڑے کھولے ایک غار سے نکل کر اُس کی طرف آیا عنبر نے بھی طلسمی تلوار نکال لی اور جونہی وہ قریب آیا اس نے اپنا غار کی طرح کا منہ کھولا۔ عنبر نے اس کے جبڑے پر تلوار کا وار کیا۔ عنبر کا خیال تھا کہ اس کے وار سے اس کا جبڑا کٹ کر لٹک جائے گا لیکن اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے یہ محسوس کیا کہ اس کا یہ وار ایک پتھر کی سِل پر پڑا ہے۔ عنبر کی ذرا سی غفلت سے فائدہ اٹھا کر مگرمچھ نے عنبر کو اپنے جبڑے میں پکڑ لیا لیکن یہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر تھا اپنے وقت کا عجیب و غریب انسان وہ مگرمچھ کے جبڑے میں اِس طرح زور لگا کر کھڑا ہو گیا کہ پاؤں اس کے نچلے حصے میں تھے اور زور لگا کر اس نے اپنا سر تالوے لگا لیا۔ جس سے مگرمچھ کا جبڑا اتنا زیادہ کھل گیا کہ وہ مزید حملہ کرنے سے معذور ہو گیا۔ اُس کے دونوں جبڑوں کے درمیان اتنا تناؤ پیدا ہو گیا اور عنبر اس کے منہ میں پھنس کر رہ گیا۔ عنبر نے مزید زور لگا کر جبڑے کو پھاڑ دینا چاہا۔ مگرمچھ نے اُچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ اب وہ اپنے جبڑے میں تکلیف محسوس کر رہا تھا۔ لیکن عنبر اتنی محفوظ جگہ تھا کہ وہ نہ تو دانتوں کو استعمال کر سکتا تھا اور نہ ہی اس کی دُم عنبر پر وار کر سکتی تھی۔ اس کی کوشش تھی کہ وہ کسی بھی صورت عنبر کو یا تو نگل جائے یا پھر اُگل دے لیکن عنبر نے اس کی دونوں کوششیں ناکام بنا دی تھیں۔ اُس نے زور زور سے اپنے جسم کو پہاڑیوں سے مارنا شروع کر دیا۔ کہ شاید کسی بھی جھٹکے سے عنبر کی گرفت ڈھیلی ہو جائے اور وہ اسے نگل جائے۔ لیکن اس کی کوئی بھی کوشش کام نہ آ سکی۔ عنبر مضبوطی سے جبڑے میں جما کھڑا تھا۔ اب اس نے اپنا ایک ہاتھ آزاد کر لیا تھا۔ اور تلوار سے متواتر وار کیے جا رہا تھا۔ لیکن طلسمی تلوار بھی اس کے جسم پر ضرب لگانے سے معذور نظر آ رہی تھی۔ تب اس کے کان

میں بزرگ کی سرگوشی ہوئی۔ تلوار اس کے پیٹ کے نرم حصے کو ہی کاٹ سکتی ہے۔ اُس پر ضرب لگاؤ۔ اب عنبر کے لئے بہت بڑی مجبوری تھی۔ اگر ذرا بھی اُس کی گرفت ڈھیلی ہو جاتی تو مگرمچھ اسے نگل سکتا تھا اور اگر وہ جبڑوں سے باہر کی طرف چھلانگ لگا دے تو بھی مگرمچھ کی دُم یا اُس کے خونی دانتوں کی زد میں آنے کا خطرہ تھا۔ آخر اس نے سوچ کر ایک نہایت ہی عجیب فیصلہ کیا۔ اس نے جان لیا تھا کہ مگرمچھ کے پیٹ پر وار کرنا انتہائی مشکل کام ہے یہ قوی ہیکل مگرمچھ اسے ایسا موقع ہی نہیں دے گا اور تلوار کی دھار اس کے جسم پر بیکار ہو گئی تھی اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ مگرمچھ کو اسے نگلنے کا موقع دے گا۔ اور اس طرح اس کے پیٹ میں جاتے جاتے اُس پر آسانی سے تلوار کی دھار بھی پھرتا جائے گا۔ جس سے اس کا پیٹ چاک ہو جائے گا اور عنبر آرام سے باہر آ جائے گا۔ اور اس بلا کا خاتمہ بھی ہو جائے گا۔ پھر یہ سوچ کر عنبر نے تھوڑا سا اپنی گرفت کو ڈھیلا کیا۔ مگرمچھ کے لئے یہ موقع غنیمت تھا۔ اُس نے فوراً زور لگا کر اُسے اپنے حلق سے اندر اتار لیا۔ لیکن عنبر کے ساتھ ساتھ تلوار کی دھار بھی حلق سے لے کر پیٹ تک کاٹتی چلی گئی مگرمچھ درد سے بے قابو ہو کر سمندر میں کئی گز اُوپر اُچھلا۔ جس سے عنبر آرام سے اس کے پیٹ کے چیرے ہوئے حصے سے پانی میں نکل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آیا۔ اور ایک غار کے منہ میں داخل ہوگیا۔ جب کہ باہر مگرمچھ نے ایسا طوفان تڑپ تڑپ کر پیدا کر دیا تھا کہ اس کی زد میں اگر عنبر آجاتا تو وہ اُسے توڑ مروڑ کر رکھ دیتا۔ یہ الگ بات ہے کہ مگرمچھ کو عنبر کی طاقت کا اندازہ نہیں تھا۔ آخر اُچھل کود ایک حد تک جا کر ختم ہو گئی اور یہ قوی ہیکل مگرمچھ مردہ حالت میں پانی کی سطح پر مردہ حالت میں اُبھر آیا اور لہروں نے اسے کنارے کی طرف پھینک دیا۔ ابھی عنبر نے اطمینان کا سانس بھی نہ لیا تھا کہ دوسری بلا مگرمچھ لہروں میں طوفان بپا کرتا ہُوا مُنہ کھولے عنبر کی طرف بڑھا۔ عنبر نے ایک دفعہ پھر تلوار کا بھرپور ہاتھ مارا۔ مگرمچھ نے تلوار کے پھل کو منہ میں پکڑ کر جھٹکا مارا۔ عنبر اس کیلئے تیار نہیں تھا۔ تلوار اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔ جسے یہ مگرمچھ نگل گیا۔ عنبر طلسمی تلوار کی طاقت سے محروم ہو چکا تھا۔ تعویز اسے صرف جادوئی طاقت سے محفوظ رکھ سکتا تھا۔ ایک دفعہ پھر عنبر کو اپنی طاقت پر انحصار کرنا پڑا۔ اس نے غوطہ لگا کر مگرمچھ کی دُم پکڑنی چاہی کہ اس کے ساتھ لٹک کر وہ اس کے خونی جبڑوں سے محفوظ ہو جائے لیکن مگرمچھ نے اپنی دُم کو اس زور سے حرکت میں لا کر عنبر پر حملہ کیا کہ وہ پانی میں کئی گز اوپر گیا اتنا اوپر کہ سطح سے بھی باہر نکل

گیا اور اسے آسمان نظر آنے لگا پھر جب وہ واپس نیچے کی طرف آیا تو مگرمچھ نے اپنے جبڑے اُسے نگل جانے کے لئے کھول رکھے تھے۔ عنبر کے لئے فضا میں معلق ہو جانا ممکن نہ تھا۔ وہ تیزی سے مگرمچھ کے منہ میں آیا اور حلق سے پھسلتا ہُوا پیٹ میں چلا گیا اور پھر اس سے پہلے کہ مگرمچھ اسے اپنے پیٹ میں پیس ڈالے اس کا ہاتھ تلوار پر پڑ گیا اور اس نے فوراً اسے تھام لیا۔ پھر دستے پر اپنی گرفت مضبوط کی اور خدا کا نام لے کر اس موذی کا پیٹ چاک کر دیا۔ اس کاری ضرب سے مگرمچھ نے وہ اُچھل کود مچائی کہ عنبر کو پیٹ سے باہر نکلنے کا موقع نہ مل سکا۔ اور وہ مگرمچھ کے پیٹ میں کھلونے کی طرح پٹخنیاں کھاتا پھر رہا تھا مگرمچھ نے باہر اُچھل کود مچا رکھی تھی۔ اندر عنبر مگرمچھ کے پیٹ میں پٹخنیاں کھا رہا تھا۔ اندر ایک زبردست زلزلے کی کیفیت تھی۔ آخر یہ کیفیت آہستہ آہستہ ختم ہو گئی۔ عنبر سمجھ گیا ایک دشمن اور کم ہو گیا ہے وہ پیٹ سے نکل کر آرام سے باہر آیا اور اپنی سانسیں درست کرنے لگا۔ لیکن اسے زیادہ وقت نہ مل سکا اور وہ اپنے جسم سے لپٹی وہ غلاظت بھی صاف نہ کر سکا جو پیٹ کی چکی میں چلنے کے بعد اس کے جسم سے لپٹ گئی تھی۔ کڑکڑاتا ہُوا تیسرا مگرمچھ بھی اس کی سمت بڑھا۔ عنبر سستانے کے لئے جلدی سے ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھوٹی سی غار میں چلا گیا۔ تاکہ آرام کرکے اپنی قوت کو پھر اس کے خلاف صرف کر سکے۔ مگرمچھ نے جو یہ دیکھا تو اپنا لمبا منہ اس کے اندر ڈال دیا۔ کیونکہ جسمانی طور پر تو وہ اِس میں داخل نہیں ہو سکتا تھا اور زور زور سے سانس اندر کھینچنے لگا۔ اس کا مقصد تھا کہ سانس کے ساتھ ہی عنبر بھی اُس کے منہ میں کھچا چلا آئے گا لیکن عنبر ایک آڑ میں ہو کر بڑے ہی محفوظ مقام پر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اب کون سا حربہ استعمال کرے۔ اچانک اِس غار کی طرف سے ایک اژدہے کی پھنکار سنائی دی۔ یہ غار دراصل ایک اژدہے کا گھر تھا۔ اسے عنبر میں اپنے دیوتا ناگ کی بُو آ گئی تھی اور وہ وہی خوشی سے پھنکارتا ہوا عنبر کے پاس آیا اور اپنا پیغام لہروں کی دوش پر چھوڑا جو الفاظ کی صورت میں عنبر نے موصول کر لیا۔ اژدہا کہہ رہا تھا خوش آمد اے میرے آقا کے بھائی۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اس وقت مصیبت میں ہے۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو حکم کر۔ عنبر نے بھی لہروں کی دوش پر اپنا جواب اسے دیا اور کہا اگر تم میری مدد کر سکتے ہو تو کسی صورت بھی اس مگرمچھ کے منہ کے گرد لپٹ جاؤ۔ تاکہ یہ منہ نہ کھول سکے۔ اور میں آرام سے غوطہ لگا کر تلوار سے اِس کا پیٹ چاک کر سکوں۔ اژدہے نے کہا اے آقا کے بھائی آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ یہ مگرمچھ اِس دروازے میں مصروف

ہے میں دوسری راہ سے پانی میں اُتر جاؤں گا۔ اور آپ کے حکم تعمیل میں اس کے منہ کو اپنے جسم میں لپیٹ کر بند کر دوں آپ تھوڑی دیر اسے یہیں مصروف رکھیں تاکہ اس کی ساری توجہ اسی طرف ہو اور میں بے خبری میں وار کر جاؤں۔ عنبر نے کہا ٹھیک ہے تم جاؤ۔ اژدہا چلا گیا اب عنبر نے تنتنی پر مگرمچھ کو زور سے تلوار ماری جسے وہ غار میں گھسیڑے ہوئے تھا۔ اور اسی طرح اُسے اپنی طرف ہی مصروف رکھا اور پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد عنبر نے پانی میں پھر طوفانی کیفیت محسوس کی اور وہ سمجھ گیا کہ اژدہے نے اپنا کام کر دیا ہے۔ اب مجھے اِس بلا کا کام تمام کرنا ہے۔ وہ بجلی کی سرعت کے ساتھ باہر آیا۔ اژدہا مگرمچھ کے پورے منہ پر ایک موٹی اور مضبوط رسی کی طرح لپٹا ہوا تھا اور مگرمچھ بے بس ہو کر پانی میں پلٹیاں کھا رہا تھا۔ اس موقعے کو غنیمت جان کر عنبر نے پانی میں غوطہ کھایا اور اس کی تلوار مگرمچھ کا پورا پیٹ چیرتی ہوئی دم کی طرف نکل گئی۔ لیکن جب وہ واپس آیا تو اسے یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوا مگرمچھ نے اپنی طاقت سے اژدہے کے کئی ٹکڑے کر دیئے تھے۔ اُس نے اپنے جبڑوں کو اتنے زور سے کھولنا چاہا تھا کہ جسم جو پوری طرح منہ کے گرد لپٹا ہوا تھا۔ کئی جگہ سے ٹوٹ گیا اور اس طرح ایک موذی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ساتھ ساتھ ہی ایک وفادار دوست بھی ختم ہوگیا۔ عن
کو اژدہے کی موت کا بہت افسوس تھا جس نے وفادار
کے نام پر یہ قربانی دی تھی۔ وہ اپنے آقا کے دوست کے
کام آگیا تھا۔ اب تین دشمن ہلاک ہوچکے تھے۔ اور چار
ابھی باقی تھے۔ عنبر کو ابھی تک وہ غار کہیں دکھائی نہ دیا
جہاں وہ صندوق پڑا ہو۔ کیونکہ اِس پہاڑی سلسلہ میں کئی
چھوٹے بڑے غار موجود تھے۔ عنبر نے اس غار کی تلاش
شروع کردی اور کافی کوشش کے بعد اُسے وہ غار نظر
آیا جہاں سونے کا صندوق پڑا چمک رہا تھا۔ وہ سوچ رہا
تھا کہ چوتھا دشمن ابھی تک نظر نہیں آیا لیکن اسے کیا علم
تھا کہ وہ مکار چھپکلی کی طرح دھیرے دھیرے خاموشی سے
اس کی طرف بڑھ رہا ہے اور قریب آکر اس نے اچانک
عنبر پر حملہ کردیا۔ لیکن اتنی دیر میں عنبر ہوشیار ہو چکا
تھا۔ اُس نے بڑا اپنے آپ کو بچایا لیکن پھر بھی اس کا
ایک پاؤں اس موذی کے منہ میں آگیا۔ اِس سے پہلے
کہ وہ اسے نِگل لے۔ عنبر نے مضبوطی سے پہاڑی کے ایک
پتھر کو پکڑ لیا۔ اب زور آزمائی شروع ہو گئی۔ نہ ہی عنبر
پتھر چھوڑ رہا تھا اور نہ ہی مگرمچھ اس کی ٹانگ۔ مگرمچھ نے
کئی دفعہ کوشش کی کہ اس کے گوشت میں اپنے دانت گاڑ

دے۔ لیکن وہ لوہے کے بنے ہوئے تھے۔ عنبر کے جسم پر
تو تلوار کی دھار اثر نہیں کرتی تھی۔ پھر بھلا مگرمچھ کے دانت
کیا معنی رکھتے تھے۔ وہ ٹوٹ تو سکتے تھے لیکن اِس گوشت
میں گڑھ نہیں سکتے تھے۔ اِس طرف سے ناکام ہوکر مگرمچھ
نے پھر زور آزمائی شروع کردی اور اپنی پوری طاقت سے
ایک ایسا جھٹکا دیا کہ پہاڑی سے ٹوٹ کر ایک بڑا سا پتھر عنبر
کے ہاتھ میں آگیا۔ لیکن عنبر کا ذہن پوری طرح جاگ رہا
تھا اس نے فوراً پلٹ کر اس سے پہلے کہ مگرمچھ اپنا پورا
منہ جسے وہ کھول چکا تھا اُسے نگل جائے عنبر نے وہ بڑا
سا پتھر اُس کے منہ میں ڈال دیا۔ مگرمچھ نے اُسے نگلنا چاہا۔
لیکن پتھر بڑا تھا گلے میں اٹک گیا اور یہ پتھر مگرمچھ کے لئے
مصیبت بن گیا یہ نا تو نگلا جا رہا تھا اور نہ ہی اگلا جا
رہا تھا جس کی وجہ سے مگرمچھ پریشان ہوکر رہ گیا اور عنبر
نے اسی بدحواسی سے فائدہ اٹھایا اس نے چپ چاپ غوط
لگایا اور اس کے پیٹ کے نیچے پہنچ گیا پھر اس سے پہلے
کہ مگرمچھ کو علم ہو۔ عنبر کی تلوار کی دھار اس کا پیٹ چاک
کرچکی تھی اور وہ بغیر کوئی آواز نکالے کیونکہ پتھر اُس کے
حلق میں اٹکا ہوا تھا۔ اُچھل کود مچاتا ہوا ختم ہوگیا۔ عنبر کو
امید بھی نہ تھی کہ یہ مکار جس نے چھپ کر اُس پر وار کیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا قدر... اتنی آسانی سے اسے ختم کروا دے گی۔ اُس نے ایک ... پھر خدا کا شکر ادا کیا کہ چوتھی بلا بھی ہلاک ہو چکی تھی۔ لیکن ابھی تین اور باقی تھیں۔ ابھی عنبر یہ سوچ ہی رہا کہ اسے احساس ہو گیا کہ بقایا تینوں نے ایک ساتھ مل کر اُس پر حملہ کر دیا ہے اور وہ چاروں طرف سے اِن کے گھیرے میں آ چکا تھا۔ ایک ہی وقت میں تینوں بلاؤں کا مقابلہ کرنا اُس کے بس سے باہر تھا۔ اور وہ جان بچانے کے لئے پھر ایک دفعہ ایک چھوٹی سی غار میں گھس گیا جب کہ یہ تینوں دشمن باہر اُسی کے انتظار میں موجود تھے اُس نے سوچا اِن کو دھوکہ دے کر اِس غار کے کسی اور دہانے سے باہر نکل جائے اور پھر بے خبری میں کسی ایک پر وار کرے۔ یہ سوچ کر وہ اندر کی طرف بڑھتا چلا گیا اِس دفعہ اُسی کی ہمت جواب دے رہی تھی اور وہ بار بار خدا سے دعا کر رہا تھا کہ یا مولا میری مدد فرما ۔ میں یہ سارے پاپڑ صرف اپنے بھائی ناگ کی لڑائی کے لئے بیل رہا ہوں۔ میرا اپنا تو کوئی ذاتی مقصد نہیں۔ ایک کلمہ گو انسان طاغوتی طاقتوں کے چنگل میں آ گیا ہے۔ جہاں انسانی سوچ کی حدیں ختم ہو جاتی ہیں وہیں سے تیری راہنمائی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ خیال کرتا اور دعائیں مانگتا ہُوا وہ آگے ہی آگے بڑھتا رہا اور پھر اُسے اِس غار کے ایک

طرف روشنی سی محسوس ہُوئی۔ وہ سمجھا شاید اُس سمت کوئی باہر نکلنے کا راستہ ہے۔ وہ روشنی کی طرف مڑ گیا لیکن یہ کیا وہاں تو نور کے ایک ہالے میں وہی جنگل والے بزرگ آنکھیں بند کئے تسبیح پھیرنے میں مصروف تھے اور اُن کے سامنے ایک پتھر کی قبر بنی ہوئی تھی۔ عنبر کے دل کی ڈھارس اُن کو دیکھ کر بندھ گئی اور وہ نہایت خاموشی سے مخل ہوئے بغیر ہی اُن کے قریب بیٹھ گیا اور فاتحہ خوانی کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ بزرگ نے آہستہ سے آنکھیں کھول دیں اور کہا گھبرا گئے تھے بیٹے۔ حالانکہ قدرت قدم قدم پہ تمہاری راہنمائی کر رہی تھی ورنہ تمہاری کیا جرأت کہ سمندر کے پانیوں میں آ کر مگر مچھوں سے بیَر رکھ سکو۔ عنبر نے نہایت احترام سے کہا آپ نے درست فرمایا ہے ایک ناچیز سا انسان اس قدر طاقت ور بلاؤں کا کہاں مقابلہ کر سکتا ہے یقیناً آپ کی دعائیں اور قدرت کی امداد ہی میری کامیابی کی ضامن ہے۔ میرے محترم مَیں تھک گیا ہُوں اور اس دفعہ مقابلہ تینوں سے ہے میری مدد فرمائیں۔ بزرگ نے کہا خداوندِ ذوالجلال ہی تمہاری مدد فرمائیں گے۔ ہم گنہگار تو اپنی مدد آپ نہیں کر سکتے اُس قادرِ مطلق نے تمہارے لئے مجھے ایک وسیلہ بنا دیا ہے مزار کے چاروں طرف موٹے موٹے چیونٹے پھر رہے تھے۔ بزرگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے انہیں کہا جاؤ بھئی اس کی مدد کرو اور ان بلاؤں کا مقابلہ کرو۔ سب چیونٹے اکٹھے ہونے شروع ہو گئے اور لائن کی صورت اسی سمت چل دیئے۔ جدھر سے عنبر آیا تھا۔ بزرگ نے شفقت سے عنبر کو دیکھا اور کہا یہ میرے پیرو مرشد کا مزارِ اقدس ہے میں ہر ماہ یہاں حاضری دینے آتا ہوں۔ کبھی یہ مزارِ مبارک اُوپر جزیرے میں واقع تھا۔ لیکن لوگ یہاں لعب ولاحرج کے لئے منتیں مرادیں مانگنے آنے لگے۔ اور اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر ان بزرگ پر تکیہ کرنے لگے۔ جو سراسر شرک ہے خدا کے سوا بھلا کون کسی کو کچھ دے سکتا ہے۔ یہ تو وہی ذاتِ کبریا ہے جو سب کی حاجت پوری کرتا ہے لوگ بھٹک گئے ہیں اور خدا کو چھوڑ کر بندوں سے طلب کرنے لگے ہیں۔ میرے مرشد کو گوارہ نہ تھا اس لئے انہوں نے سمندر کو حکم دیا۔ اس جزیرے کو نگل جا پھر ایک رات سمندر میں طوفان آیا اور سمندر اس جزیرے کو نگل گیا۔ اور میرے مرشد لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ میں بے قرار ہو کر بہت رویا۔ مجھے ان کی جدائی برداشت نہ تھی۔ پھر مجھے خواب میں پتہ دیا گیا کہ وہ سمندر کے سینے میں ایک غار میں آرام فرما ہیں۔ اب میں ہر ماہ یہاں آ کر حاضری دے جاتا ہوں تم جاؤ بیٹا یہاں کی بائیں طرف ایک سوراخ ہے اس سے باہر

نکل جاؤ۔ اور قدرت کا یہ کرشمہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لو جو چیونٹی سے ہاتھی اور چڑیوں سے باز مروا دیتا ہے۔ عنبر نے ادب سے سلام کیا اور بائیں طرف جا کر ایک سوراخ سے باہر پانی میں چلا گیا اور تیرتا ہوا مگرمچھوں کی سمت نکل گیا پھر اُس نے اپنی آنکھوں سے عجیب ماجرہ دیکھا۔ چیونٹے ان تینوں مگرمچھوں کے نتھنوں میں اسی غار کے دہانے سے گھس رہے تھے اور جب سارے ہی تینوں ٹولیوں میں تقسیم ہو کر اِن تینوں کے نتھنوں میں گھس گئے۔ جس کا ان تینوں کو علم نہ ہوا تو انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ دماغ میں گھستے گئے اور اپنے موہنوں سے اُن کے دماغوں کو کھانا شروع کر دیا۔ ایک قیامت سمندر کے پانی میں آگئی۔ تینوں کئی کئی گز اُچھلتے اور اپنے سر پہاڑی کے پتھروں پر مارتے۔ کوئی اُن کے سامنے نہ تھا جس پر حملے کر کے جان چھڑا سکیں۔ اُن کمزور اور حقیر کیڑوں نے اِن قوی ہیکل بلاؤں کو مصیبت میں ڈال رکھا تھا۔ سمندر کی تہہ میں اس ہلچل سے طوفان آیا ہوا تھا اور یہ تینوں بلائیں اپنے سر زور زور سے پتھر پر مار رہی تھیں۔ عنبر یہ منظر دیکھ کر قدرت کی اس امداد پر سجدے میں جُھک گیا اور رو رو کر کہا اے خدا تو وحدہٗ لاشریک ہے آج تک صرف یہ سُنا ہی تھا کہ چیونٹی سے ہاتھی اور چڑیوں سے باز بھی مروا دیتا ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آج تیری قدرت کو آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ واقعی تُو زندگی اور موت کا مالک ہے اور ہر چیز پر تیری قدرت ہے اور جن کو تیری یہ قدرت نظر نہیں آتی وہ اندھے ہیں اُن کے دلوں پر واقعی تالے پڑ گئے ہیں۔ اس کے سامنے ہی بقایا تینوں دشمنوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ جنہوں نے اپنے سر خود ہی پتھروں پر مار مار پھاڑ لئے تھے۔ جن سے کیڑے اُن کا مغز کھانے کے بعد واپس غار میں لائن بنا کر جا رہے تھے۔ عنبر جلدی سے صندوق والی غار میں داخل ہو گیا اُس نے صندوق کو کھولا اس میں ایک سنہری چابی پڑی تھی۔ عنبر نے اسے اٹھایا احتیاط سے جیب میں رکھا اور غار سے باہر آ گیا پھر اس نے اپنے آپ کو لہروں کے سپرد کر دیا۔ جنہوں نے اُسے اُوپر سطح کی طرف پھینک دیا۔ عنبر جب پانی کی سطح پر آیا تو ایک مچھلی آگے بڑھی اور اِس سے آواز آئی۔ عنبر میری پیٹھ پر بیٹھ جا میری ڈیوٹی ہے ہر ماہ اس بزرگ کو لے کر اُن کے مرشد کے مزار پر جاتی ہوں اور پھر واپس کنارے پر چھوڑ آتی ہوں۔ وہ واپس جا چکے ہیں اور میری ڈیوٹی لگا گئے ہیں کہ تمہیں بھی کنارے تک پہنچا کر اپنے بچوں میں واپس جاؤں تیرا بہت شکریہ تُو نے زیادہ انتظار نہیں کروایا ورنہ میرے بچے بھوک سے بے تاب ہو جاتے۔ عنبر جلدی سے اُس مچھلی کی پیٹھ پر بیٹھ گیا اور مچھلی

تیزی سے تیرتی ہوئی اسے لے کر کنارے پر چھوڑ گئی۔ اور خود پانی میں غائب ہو گئی۔

عنبر باہر آیا تو اس نے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سنی۔ ایک طرف ایک رتھ کھڑی تھی۔ جس میں چار سفید اُڑنے والے گھوڑے جُتے ہوئے تھے۔ عنبر فوراً اِس رتھ پر سوار ہو گیا اور کہا چلو بھئی میری منزل کا راستہ تمہیں بھی معلوم ہے۔ گھوڑے زور سے ہنہنائے انہوں نے اپنے پر کھولے زمین پر دوڑ لگائی اور ہوا میں اُڑ گئے۔ اور تھوڑی سی دیر میں وہ بادلوں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے اپنی منزل کی طرف جا رہے تھے عنبر نے زمین کی طرف دیکھا تا حدِ نگاہ پھیلا ہوا سمندر زمین کے سینے پر ایک نہر کی طرح بہتا معلوم ہو رہا تھا اور رتھ بلندیوں کی طرف تیزی سے جا رہی تھی۔ بادلوں کے آوارہ ٹکڑے بار بار عنبر سے ٹکرا ٹکرا کر اُسے خوش آمدید کہہ رہے تھے اور عنبر خدا کی حمد و ثنا بیان کرتا ہوا منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ جو اس مشکل کو آسان کر رہا تھا جو بظاہر ناممکن نظر آ رہی تھی۔

O

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا سونے کی مورتی بن گئی

ماریا نے اِس سرائے میں جہاں وہ عنبر اور ناگ کے ساتھ رہ چکی تھی۔ ایک کمرہ پر قبضہ بھی کر رکھا تھا جو مسافر اِس کمرہ میں ٹھہرتا اس کے ساتھ ماریا عجیب عجیب قِسم کی حرکات کر کے اسے ہراساں کر دیتی۔ اور وہ دوسرے ہی دن ہوٹل کے مینجر سے کہتا آپ کے کمرے میں بھوت ہے اور اپنا بستر گول کر جاتا اس بات سے سرائے کی شہرت کو الگ نقصان پہنچ رہا تھا۔ اور آمدنی میں بھی کمی آ گئی تھی جس کی وجہ سے اس کا مالک خاصا پریشان تھا۔ ماریا کے لئے یہ مجبوری تھی کیونکہ عنبر اسے ناگ کے غائب ہونے کی اور پھر اس کی رہائی کے لئے جانے کی پوری داستان بتا کر کہہ گیا تھا کہ وہ اِسی سرائے میں رہے اور وہ ناگ کو لے کر اسی سرائے میں واپس آئے گا۔ کئی عامل اور چھوٹے پنڈت اِس بھوت کو نکالنے کے لئے مالک سے روپے وصول کر چکے تھے لیکن بھوت نے ان کی خاصی مرمت کر کے یہاں سے بھیجا تھا۔ یہ خبر سارے شہر میں عام ہو گئی تھی

کہ سرائے کے کمرہ نمبر دس میں ایک بھوت نے ڈیرہ جما رکھا ہے۔ ایک رات ایک پنڈت جی اِس شہر میں آئے۔ کیونکہ گنگا کے کنارے تباہ شدہ کالی کے مندر کی جگہ ہندو لوگ دوبارہ مندر تعمیر کر رہے تھے۔ گنگا کا پانی یہ جگہ چھوڑ کر دُور جا چکا تھا۔ لہٰذا اس مقدس جگہ پر دوبارہ تعمیر ہو رہی تھی۔ جس میں ہندو بڑھ چڑھ کر مالی امداد دے رہے تھے۔ اور جو لوگ مالی امداد دینے کے قابل نہ تھے۔ وہ اس نیک کام میں حصہ لینے کے لئے مزدوروں کے ساتھ مِل کر کام کر رہے تھے۔ جس کی وجہ سے کئی رشی منی اور پنڈت دور دور کے شہروں سے چل کر اس پوتر مندر کی تعمیر میں حصہ لینے جو کالی ماتا کا استھان تھا۔ متھرا میں اکٹھے ہو رہے تھے۔ اور انہیں لوگوں میں یہ پنڈت امرناتھ بھی کالی ماتا کے پجاری ہونے کے ناطے دور سے چل کر رات کے وقت شہر پہنچے تھے۔ لہٰذا رات کو آرام کرنے کے لئے اسی سرائے میں آ گئے جو پہلے ہی کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ سوائے اس کمرے کے جہاں ماریا کا قبضہ تھا۔ مالک نے مجبوری ظاہر کرتے ہوئے کہہ دیا سرائے میں کوئی کمرہ خالی نہیں ہے۔ مہاراج مجبوری ہے صرف ایک کمرہ ہے لیکن وہاں ایک بھوت نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اور وہ کسی مسافر کو یہاں قیام نہیں کرنے دیتا۔ لہٰذا ہم نے وہ کمرہ کرائے پر دینا ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھوڑ دیا ہے۔ پنڈت نے کہا مالک وہ کمرہ تم مجھے دے دو۔ رات بھر ہی تو قیام کرنا ہے۔ بھوت سے مَیں خود ہی نپٹ لوں گا۔ مالک تو چاہتا ہی تھا کہ کوئی پہنچا ہوا پنڈت اس کام میں ہاتھ ڈالے اور اس بھوت سے چھٹکارہ دلوائے۔ اسی لئے اُس نے پنڈت کو کچھ صاحب کرامت دیکھتے ہوئے یہ ذکر چھیڑا تھا۔ فوراً پنڈت جی کو لے جا کر کمرے کا تالا کھول کر کمرہ اُن کے حوالے کر دیا۔ ماریا اس وقت پلنگ پر لیٹی عنبر اور ناگ کے متعلق سوچ رہی تھی کہ خدا جانے اس کٹھن کام میں عنبر کہاں تک کامیاب ہوا ہو گا۔ کہ کالا بھجنگ اور موٹا تازہ یہ پنڈت اپنی توند نکالے بدن سے ننگا صرف جینؤ ڈالے اور دھوتی باندھے پاؤں میں لکڑی کی کھڑاویں بجاتا اندر داخل ہوا۔ اس کا سر منڈا ہوا تھا اور درمیان میں چوٹی تھی۔ اور چمکتے ہوئے سر پر جو تازہ تازہ منڈا ہوا تھا تیل ملا ہوا تھا جس سے وہ خوب چمک رہا تھا۔ ہاتھ میں لٹیا اور بغل میں ایک بستر دبائے جو سن کی رسی سے بندھا ہوا تھا کمرے میں آ کر اسی پلنگ پر بیٹھ گیا جہاں ماریا بیٹھی تھی اور ماریا کو ایک طرف ہٹنا پڑا جس کے بوجھ سے پلنگ چرچرانے لگا۔ اور خطرہ تھا کہ اس ہاتھی کے بوجھ سے کہیں ٹوٹ ہی نہ جائے۔ ماریا ان دنوں کافی اداس بھی تھی کیونکہ دل لگی کرنے کے لئے کوئی مسافر بھی اس کمرہ میں عرصے سے نہ آ رہا تھا سب ڈر کر

اس کمرے کے پاس سے بھی نہ گزرتے تھے۔ پھر کئی دن بعد ماریا کے ہاتھ میں یہ کھلونا پنڈت جی کی صورت میں لگا تھا۔ اُس کے گھٹے ہوئے سر کو دیکھ کر ماریا کے ہاتھوں میں کھجلی ہو رہی تھی۔ مگر اس نے صبر سے کام لیا ابھی تو پوری رات شرارتوں کے لئے پڑی تھی ماریا نے اپنے ہاتھوں کو قابو میں رکھا۔ پنڈت جی نے بغل سے ایک پوٹلی نکالی جس میں موٹی موٹی دو روٹیاں اور آلو کی بھجیا بندھی تھی۔ کھانے میں مصروف ہو گیا۔ ماریا کے لئے یہ کھانا بھی اس قابل نہ تھا کہ وہ اس میں حصہ بٹا سکتی۔ مرغ یا بکرے کی ران وغیرہ ہوتی تو اور بات تھی پنڈت کافی بھوکا معلوم ہو رہا تھا تب ہی بڑے بڑے لقمے منہ میں ڈال رہا تھا۔ اور پھر جلدی ہی وہ دونوں روٹیاں ہڑپ کر گیا۔ جگ میں سے پانی انڈیل کر پیا اور ایک بڑی سی ڈکار لی توند پر ہاتھ پھیرا اور پلنگ پر دراز ہو گیا مجبوراً ماریا کو پلنگ خالی کرنا پڑا۔ اب ماریا اپنا کھیل شروع کرنا چاہتی تھی۔ وہ پلنگ کے نیچے گھس گئی اور نیچے سے سوئی زور سے پنڈت کی کمر میں چبھو دی پنڈت نے اس جگہ کھجاتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور بڑبڑایا پلنگ میں کھٹمل معلوم ہوتے ہیں۔ مورکھ یہ نہیں جانتے کالی کے سیوک امرناتھ کا خون کر رہا ہے کہہ کر تھکے ہوئے پنڈت نے خراٹے لینے شروع کر دیئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب کئی بار ماریا نے اُس کے گوشت میں سوئی اتاری۔ مگر خراٹے لیتا ہوا پنڈت ٹس سے مس نہ ہوا۔ وہ عجیب قسم کے لمبے لمبے اور بے ہنگم قسم کے خراٹے لے رہا تھا جس میں بھینسوں کے ڈکارنے کی آواز مینڈکوں کے ٹرانے اور درندوں کے غرانے کی ملی جلی آوازیں شامل تھیں۔ آخر ماریا پلنگ کے نیچے سے نکل آئی اب پھر اس کی چندیا دیکھ کر اُس کا ہاتھ کھجانے لگا تھا۔ لہٰذا اس نے ایک مزے دار چپت اس کے سر پر لگائی۔ پنڈت جی ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھے کون ہے۔؟ ماریا نے ایک اور ہاتھ جما دیا پنڈت جی پلنگ سے اُٹھ کر کھڑے ہو گئے اور کہا۔ دیکھو بھائی بھوت ہم کالی ماتا کے سیوک ہیں ہمیں تنگ مت کرو اگر ہم بھی موج میں آ گئے تو تم ناراض ہو جاؤ گے۔ رات بھر کے مسافر ہیں دن ہوتے ہی چلے جائیں گے۔ یہ کہا اور پھر پلنگ پر دراز ہو کر خراٹے لینے شروع کر دیئے۔ ماریا نے کہا کم بخت بھوت کو کچھ سمجھ ہی نہیں رہا۔ جیسے بھوت نہ ہوا کوئی مذاق ہی ہو گیا ڈرتا بھی نہیں۔ ماریا کو اُس کے خراٹے بہت بُرے لگ رہے تھے۔ آخر اُس نے سوچ کر الماری سے ایک غبارہ نکالا جو کل ہی وہ ایک پھیری والے کی ریڑھی سے اُٹھا لائی تھی اور دن بھر اس سے کھیل کر دل بہلاتی رہی تھی۔ لیکن بعد میں اس کی ہوا نکال کر رکھ دیا اور اس غبارے کو پنڈت جی کے منہ میں دے کر اسے دھاگے سے باندھ

دیا۔ اب خراٹوں کی آواز آنی بند ہو گئی۔ پنڈت کے سانس کے ساتھ ہی غبارہ پھول جاتا اور سکڑ جاتا۔ جونہی پنڈت سانس باہر پھینکتا غبارے میں ہوا بھر جاتی اور پھر جب سانس لیتا غبارے سے ہوا نکل جاتی اور وہ پچک جاتا۔ ماریا اس کو بڑی دلچسپی سے دیکھ کر ہنس رہی تھی۔ خراٹوں میں تیزی آتی جا رہی تھی۔ بالآخر غبارہ زیادہ ہوا بھر جانے سے ایک پٹاخے کی آواز کے ساتھ ہی پھٹ گیا اور پنڈت جی ایک دم اُٹھ گئے۔ اُس کے ساتھ ہی بل پڑ گئے اور اس نے کہا بچوں کے کھیل بڑوں کے ساتھ شوبھا نہیں دیتے۔ جو لوگ بڑوں کی عزت نہیں کرتے انہیں بڑے کشٹ اٹھانے پڑتے ہیں۔ کھلونے سے کھیلتے کھیلتے بعض وقت خود بھی کھلونا بن جانا پڑتا ہے۔

کسی کو دُکھ دینے سے پہلے خود بھی وچار کر لینا چاہیئے کہ دُکھ اُس کا بھی انتظار کر رہے ہیں۔ عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے۔ کانٹوں کی جھاڑی میں اُلجھو گے تو دامن تمہارا ہی پھٹ جائے گا۔ سانپ کی دُم پر پیر رکھ دینے سے سانپ کاٹ لیتا ہے۔ ماریا نے کوئی جواب دینے کی بجائے ایک دفعہ پھر اس کی چندیا پر چپت جما دی۔ پھر ایسا ہی ہوا جیسے پنڈت کو کسی بھڑ نے کاٹ لیا ہو اور وہ ایک دفعہ پھر پلنگ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور غصے سے کہا نادان چھوکری بڑوں کے ساتھ مذاق کرتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شیر کے منہ میں سر دیا ہے تو مزہ بھی چکھ نے۔ ماریا نے کوئی جواب دینے کی بجائے۔ پنڈت امرناتھ کی آنکھوں میں نیند کے خمار کی بجائے خون اُتر آیا تھا۔ اس نے اپنی مالا نکال کر کچھ جاپ شروع کر دیا۔ ماریا کو لگا اس کی طبیعت میں اضطراب اور بے چینی سی شروع ہو گئی جو وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ بڑھ گئی۔ دل کی دھڑکنیں تیز تر ہوتی جا رہی تھیں۔ اور پھر ایک دم یہ دل کی دھڑکنیں جو گھوڑے کی طرح دوڑتی معلوم ہو رہی تھیں رُک اور ماریا کو محسوس ہوا۔ اس کا قد گھٹ کر فٹوں سے انچوں میں تبدیل ہو گیا اور اس کا جسم پتھر کا بن کر رہ گیا ہے۔

امرناتھ نے جاپ ختم کیا تو ماریا اس کے قریب ایک سونے کی گڑیا کا بت بنی پڑی تھی اور خود ایک خوب صورت کھلونا بن گئی تھی۔ سے امرناتھ نے ہاتھ میں اٹھا لیا اور کہا بھوت صاحب اس میں ہمارا کو دوش نہیں۔ تم نے ہم سے کھلونا سمجھ کر کھیلنا شروع کر دیا ہماری طبیعت بھی موج میں آ گئی۔ اب ہم اس کھلونے سے کھیلنا شروع کریں گے۔ امرناتھ نے منتر پڑھ کر پھونک ماری سونے کی اس گڑیا میں جان پیدا ہو گئی اور امرناتھ نے اسے ہاتھ کی ہتھیلی پر بٹھا لیا اور طنز کی کہیئے بھوت صاحب آپ سے ڈر کر یہ کمرہ چھوڑ دیں۔ ماریا بہت شرمندہ تھی۔ پنڈت امرناتھ نے کہا نادان چھوکری اب تُو تمام عمر سونے کا

بے جان بت بن کر رہے گی اور جب مندر تیار ہو جائے گا تو یہ سونے کا بت میں کالی کے چرنوں میں چڑھا دوں گا۔ پھر اس نے منتر پڑھ کر پھونک ماری پھر مورتی بے جان بن گئی۔ تب امرناتھ نے اس بت کو اپنی پوٹلی میں باندھ لیا اور پلنگ پر لیٹ کر پھر خراٹے لینے لگا۔ دن کے وقت مالک کو دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ پنڈت امرناتھ صحیح سلامت اور خیریت سے مسکراتا ہوا اس کے پاس آیا اور کرایہ ادا کر کے کہا لو بھائی میں جا رہا ہوں۔ مالک نے کہا کمال ہے پنڈت جی رات میں آپ کی بھوت سے ملاقات نہیں ہوئی۔

پنڈت نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ہوئی تھی اور میں اسے اپنے ساتھ ہی لئے جا رہا ہوں۔ اب آپ کا کمرہ خالی ہو گیا ہے۔ اسے کرایہ پر اُٹھا دیا جائے۔ کمرے کا بھوت میرے ساتھ ہی جا رہا ہے۔ اس نے پنڈت جی کے پیسے واپس کرتے ہوئے اُن کے چرن چھو لئے اور کہا بڑی کرپا کی ہمارے حال پر۔ مہاراج یہ کرائے کے پیسے رہنے دیں اور جو خدمت کہیں میں کرنے کے لئے تیار ہوں۔ پنڈت نے ہنس کر کہا نہیں بھائی میں نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا۔ اگر یہ بھوت ہمارے منہ نہ لگتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو رات بھر ٹھہر کر ہم چلے جاتے ۔ لیکن اس نادان نے ہم سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی ۔ ہم نے سمجھایا بھی کہ بڑوں کے منہ نہیں لگتے لیکن یہ مانا ہی نہیں ہم تھکے ہوئے تھے آخر مجبوراً ہمیں جواب دینا پڑ گیا ۔ اور یہ چیز تمہارے حق میں بہتر ہو گئی اچھا اب میں چلتا ہوں ۔ اب اس کمرے میں کبھی بھوت نہیں آئے گا ۔ پنڈت امرناتھ سرائے سے نکل کر کالی ماتا کے مندر کی طرف روانہ ہو گیا اور بہت سارے مزدوروں کے ساتھ مل کر اس مندر کی طرف مصروف ہو گیا ۔ ماریا سونے کا بت بنی اس کی پوٹلی میں بے جان پڑی تھی۔

O

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر سیارے میں

کالی ماتا کے سیارے میں سالانہ تقریب تھی یہ تقریب سال بھر کے بعد کالی ماتا کے مندر میں منائی جاتی ہے ۔ کالی ماتا کے چرنوں میں قربانیاں دی جاتی ہیں ۔ اور کالی ماتا کا مہا پجاری جو اس سیارے کا جادوگر بھی ہے ۔ کالی کے نام پر تمام سیارے کے لوگوں سے وفاداری کا عہد لیتا ہے ۔ اسی دن تمام سیارے میں شادیاں بھی طے ہوتی ہیں اور جرم پر سزائیں بھی دی جاتی ہیں ۔ اسی دن تمام سیارے کے لوگوں کے سامنے کالی ماتا اپنا درشن دیتی ہے ۔ کالی کا مہا پجاری شادیوں اور سزاؤں کی لسٹ ماتا کو پڑھ کر سناتا ہے ۔ اور کالی ماتا جو فیصلہ صادر کرتی ہے اُسی وقت سب کے سامنے اُس پر عمل شروع ہو جاتا ہے ۔ اس موقعے پر سارے سیارے اور کالی ماتا کے مندر کو خوب سجایا جاتا ہے ۔ لوگ بھی اپنے جسموں پر مختلف رنگوں سے پھول پتیاں بناتے ہیں ۔ عورتیں سولہ سنگھار کرتی ہیں اور سیارے میں مہکتے ہوئے پھولوں کے گھنوں سے اپنے آپ کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آراستہ کرتی ہیں۔ کالی کے چرنوں میں مزن پھول نچھاور کئے جاتے ہیں۔ اور اپنی زبان کے گیتوں میں کالی ماتا کے گیت ہوتے ہیں۔ بڑا پجاری کالی کے بت کے دائیں بائیں بنے ہوئے پیالوں میں کور اور صندل جلاتا ہے۔ جس سے اُٹھنے والے دھوئیں کی مہک سارے سیارے میں پھیل جاتی ہے۔ پوجا کے وقت بڑا پجاری شلوک پڑھتا رہتا ہے اور آخر پھر کالی ماتا اپنے بُت سے نکل کر شیر پر سوار سنگِ مرمر کے تخت پر جلوہ افروز ہوتی ہے۔ یہ کچھ سالہا سال سے ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اور کبھی بھی اس کے معمول میں فرق نہیں آیا۔ سب لوگ کالی ماتا کو سجدے کرتے ہیں اور مختلف ناموں سے اس کی صفت بیان کی جاتی ہے اور کالی ماتا کی جے کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ یہ تقریب سیارے میں موسم بہار کے موقعے پر منائی جاتی ہے۔ اِس زور میں چاروں طرف اُگے درختوں پر پھول ہی پھول کھلے ہوتے ہیں اور پورا سیارہ گلستان بنا ہوتا ہے۔ اِس سیارے پر گندم کے دانوں کی قسم کی کاشت ہوتی ہے جسے لوگ ابال کر بھون کر اور پیس کر آٹا بنا کر مختلف قسم سے کھاتے ہیں۔ سیارے میں پھولوں اور پھلوں کی بہتات ہے۔ یہاں کے لوگ ان پھولوں اور پھلوں کو بھی سبزوں کی طرح پکاتے ہیں۔ جانوروں اور پرندوں کا گوشت کھاتے ہیں

یہاں نیل گائے قسم کا ایک جانور بڑی بہتات سے پایا جاتا ہے اور بھی مختلف قسم کے جانور ہوتے ہیں۔ کوئی ہرن سے مشابہت رکھتا ہے اور کوئی جنگلی سوروں سے ملتا جلتا ہے۔ اِن سب کا شکار کیا جاتا ہے۔ سوروں کی تعداد اس سیارے میں بہتات سے ہے۔ لوگ اسے پالتے ہیں اور اُن کی نسل بڑھانے کے لئے ان کے بچوں کی نگہداشت بھی کرتے ہیں۔ یہاں دودھ کے لئے صرف سور کی مادہ ہی ایسا جانور ہے جس کا دودھ استعمال کیا جاتا ہے۔ کالی ماتا نے اس سیارے کے گرد بادلوں اور دھند کا حصار قائم کر رکھا ہے۔ اور اس جادو کے حصار کی وجہ سے یہ سیارہ کسی دوسرے سیارے سے نظر نہیں آتا۔ سالانہ تقریب کی تیاریاں یہاں زوروں پر ہیں۔

دوسری طرف رتھ عنبر کو اڑائے اِس سیارے کے قریب پہنچتی ہے۔ عنبر دیکھتا ہے کہ بادل کے ایک سفید ٹکڑے پر ایک سفید کپڑوں میں ملبوس سفید ریش بزرگ ہاتھ میں عصا لئے اِس کی طرف آتے دکھائی دیتے ہیں۔ عنبر رتھ کے جُتے ہوئے گھوڑوں کی راسیں ذرا کھینچتا ہے تا کہ وہ بزرگ جلدی ہی قریب آ جائیں۔ گھوڑے الف ہو کر اور ہنہنا کر اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں کہ اتنے میں بادل کا ٹکڑا رتھ کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پاس آکر رُکتا ہے۔ عنبر بزرگ کے پاس آ کر سلام کرتا ہے اور بزرگ وعلیکم اسلام جواب دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں میں جانتا ہوں بیٹا تجھے بہت جلدی ہے لیکن میں تجھے چند باتیں سیارے کے متعلق سمجھانا چاہتا ہوں۔ عنبر نے انکساری سے عرض کیا یاحضرت ارشاد فرمایئے۔ بزرگ نے کہا جیتے رہو بیٹا۔ یہ سیارہ کفر کے اندھیروں میں گھرا ہوا ہے۔ جہاں خداوندِ ارض و سما کی بجائے کافر دیوی کالی ماتا کی پوجا ہوتی ہے۔ اور اس کے قدموں میں انسانوں کو قربان کیا جاتا ہے۔ اسے سجدے کئے جاتے ہیں۔ تجھے مبارک ہو تو پہلا مسلمان ہے جس کے قدم اس سیارے کو چھو رہے ہیں۔ اپنے بھائی کی آزادی کے ساتھ ساتھ تجھے وہاں توحید کی شمع بھی روشن کرنی ہے۔ تاریکیوں میں بھٹکتے ہوئے ان انسانوں کو نورِ ایمان کی روشنی دکھانی ہے۔ اُنہیں بتانا ہے کہ انسان کا سر صرف خداوندِ قدوس کے سامنے ہی جھکنا چاہیئے۔ دیوی دیوتاؤں کی پوجا گناہِ عظیم ہے اور انہیں سجدہ کرنا شیطانی فعل ہے۔ اُن کافروں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بنانا بھی تمہارا فرض ہے۔ اور مجھے تمہاری قسمت پر رشک آتا ہے بیٹا کہ تم وہ پہلے انسان اس سیارے پر گئے ہو جو اللہ اکبر کی صدا بلند کرے گا۔ پھر انہوں نے اپنی انگوٹھی جو ایک چمکدار

دھات کی بنی ہوئی تھی عنبر کو دیتے ہوئے کہا اسے پاس رکھو اس سیارے کے گرد جو جادو کا حصار ہے اسے تمہارے گھوڑے پار نہیں کر سکتے۔ اُس حصار کے پار جا کر یہ انگوٹھی دکھا دینا حصار ٹوٹ جائے گا اور تمہیں راستہ مِل جائے گا۔ یہ رتھ میں نے ہی تمہارے لئے بھجوایا تھا۔ اس لئے کہ تم سے یہ عظیم کام لینا تھا۔

عنبر نے انگوٹھی لے کر پہن لی اور دل میں سوچنے لگا اس بزرگ کو کِس نے بتایا ہو گا کہ میں اِس سیارے پر آنا چاہتا ہوں۔ بزرگ نے دل کی بات جان کر مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ میں جانتا ہوں تم کن وسوسوں کا شکار ہو۔ تم مجھے نہیں جانتے لیکن میں تو تمہیں جانتا ہوں۔ میری قبر سمندر کی تہہ میں تم دیکھ چکے ہو۔ جہاں کے چیونٹوں نے تمہارے تین دشمن ہلاک کئے تھے۔ میرے ہی مرید نے تمہیں سلیمانی نقش دیا تھا۔ صوفی نثار شاہ بھی میرے اس مرید کے مرید ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ خدا کے برگزیدہ بزرگ مر کر بھی زندہ رہتے ہیں۔ لیکن ان کا تعلق دنیاوی چیزوں سے منقطع ہو جاتا ہے۔ ان کا رشتہ صرف خداوندِ قدوس ہی سے قائم رہتا ہے اس لئے یہ کام وفات کے بعد میں نہیں کر سکتا۔ میرا خیال ہے اب تمہارے دل میں کسی وسوسے کی گنجائش باقی نہ ہو گی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نثار شاہ کی وجہ سے تمہارا تعلق مجھ سے ہے اور اس طرح تم بھی میرے مرید ہو اس لئے یہ کام میرے سپرد کیا گیا ہے۔ کہ تمہاری راہنمائی کر دوں۔ اب جاؤ خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔ عنبر نے انہیں سلام کیا اور گھوڑوں کی راسیں ڈھیلی چھوڑ دیں۔ جو پھر ہوا سے باتیں کرنے لگے۔ اور تھوڑی ہی دیر کے بعد سامنے بادلوں اور دھوئیں کی دیوار دیکھ کر رُک گئے۔ عنبر سمجھ گیا سیارہ کا حصار یہی ہے جسے کالی ماتا نے قائم کر رکھا ہے۔ اُس نے بزرگ کی انگوٹھی کا رُخ اُس سمت کیا۔ جس سے کرنیں نکل کر ان بادلوں سے ٹکرائیں اور حصار چٹاخے کی آواز کے ساتھ ہی پھٹ گیا اور اِس میں راستہ پیدا ہو گیا جس سے گھوڑے رتھ سمیت داخل ہو گئے۔ عنبر اس وقت سیارے میں داخل ہوا جب یہاں جشن منایا جا رہا تھا کالی ماتا تخت پر بیٹھی تھی اور سیارے کے لوگ سجدے میں جھکے کالی ماتا کی جے کے نعرے لگا رہے تھے اچانک کالی ماتا کا ہشاش بشاش مسکراتا ہوا چہرہ قہر و غضب میں آ گیا۔ مہا پنڈت اور تمام سیارے کے لوگ تھر تھر کانپنے لگے اور ڈرنے لگے کہ نا جانے اُن سے کیا غلطی ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے کالی ماتا غصے میں آ گئی ہے۔ تب کالی ماتا نے لوگوں کو مخاطب کیا اور کہا میرے سیوکو آج تمہارے درمیان ایک ایسا شخص آ گیا ہے جس کا سمبند اِس سیارے سے نہیں۔ جو تمہارا اور

کالی ماتا کا دشمن ہے۔ مہا پنڈت نے ہاتھ جوڑ کر کہا ماتا ایسا کون سا دشمن ہے جس کی بُو ہمیں نہیں آ رہی اور وہ ہماری ماتا کا دشمن ہوتے ہوئے اس کے کرود اور انتقام سے کیسے بچا ہوا ہے۔ کالی ماتا نے کہا پنڈت اُس کے پاس جادو کی طاقت ہے جس سے اُس کی بُو تمہیں محسوس نہیں ہو سکتی لیکن تمہاری کالی ماتا تو محسوس کر لیتی ہے۔ باقی رہا وہ میرا دشمن ہوتے ہوئے میرے انتقام سے کیسے بچا ہوا ہے کچھ باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کو برداشت کرنا پڑ جاتا ہے کچھ مہان شکتیاں یہ چاہتی ہیں کہ وہ زندہ رہے۔ اس لئے میں انہیں ناراض نہیں کرنا چاہتی۔ لیکن وہ سمے آ رہا ہے کہ اب اس سے کھل کر مقابلہ ہو گا۔ کیونکہ وہ تمہاری کالی ماتا کی بجائے کوئی اور اَن دیکھی طاقت کو جسے وہ خدا کہتا ہے۔ تم لوگوں سے اُس کی پوجا کروانا چاہتا ہے وہ چاہتا ہے تم لوگ اُس کے خدا کے سامنے سر جھکاؤ۔ وہ تم لوگوں میں کھڑا اسُن رہا ہے۔ میں تمہارے سامنے زندہ حالت میں اپنی پوری طاقت کے ساتھ موجود ہوں۔ میں اُسے کہتی ہوں۔ اگر اُس کا کوئی خدا ہے تو وہ میری طرح تمہارے سامنے آئے۔ تمہاری فریاد سُنے تمہاری نسل بڑھانے کے لئے تمہیں اولاد عطا کرے اور بُرے کاموں کی آ کر تمہیں سزا دے۔ پورے مجمعے سے آواز آئی ماتا وہ پاپی کون ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہمیں بتا دیں ہم اس کی بوٹیاں اُڑا دیں گے۔ ماتا نے کہا دھیرج رکھو وہ تمہارے سامنے ضرور آئے گا۔ پھر کالی ماتا نے کہا عنبر میدان میں آ جاؤ۔ اور پہلے اپنے بھائی ناگ کو جو میرا غلام ہے اُس سے اپنی بات منوا کر دکھاؤ۔ پھر تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ اس سیارے والے تمہاری بات مان سکتے ہیں یا نہیں۔ اپنے دل میں ایمان کی روشنی رکھتے ہوئے بھی وہ میرا غلام ہے۔ اور تمہارا دشمن بن کر تمہارے سامنے آئے گا۔ وہ جان دے دے گا مگر تمہارا کوئی حکم نہیں مانے گا۔ تب عنبر نہایت تحمل سے مجمعے سے نکل کر کالی ماتا کے سامنے آیا۔ لوگ چاروں طرف سے اس کی طرف بڑھے لیکن کالی ماتا نے کہا وہیں رُک جاؤ نادانو تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ کیوں اپنی جانیں مفت میں گنوانا چاہتے ہو۔ سب لوگ وہیں رُک گئے۔ عنبر سمجھ گیا کہ ناگ کے دماغ پر کالی طاقتوں کا اثر ہے اور کالی ماتا ایک تیر سے دو نشانے لگانا چاہتی ہے۔ وہ ناگ کو مجھ سے لڑا کر ہماری طاقت ضائع کروانا چاہتی ہے۔ لیکن وہ مجبور تھا۔ کالی ماتا نے آواز دے کر کہا ناگ کالی ماتا کے سیوک باہر باہر آ جاؤ اور پھر بُت کے سر پر دروازہ کھل گیا اور ناگ پھنکارتا ہوا بڑے غصے میں باہر آ گیا۔ کالی نے مہا پنڈت سے کہا ایک جاندار قسم کا سور ناگ کی بھینٹ دو۔ فوراً مہا پنڈت

کے اشارے پر تین چار آدمی رسے سے بندھے ہوئے ایک موٹے اور طاقتور سور کو لے کر میدان میں آئے اور ناگ کے سامنے چھوڑ دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سور بھاگ جائے۔ ناگ نے اس پر جست لگائی اور اس کے ماتھے پر ڈس لیا اور اس کی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔ جس کی وجہ سے سور زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ ناگ نے اس کی شہ رگ پر منہ رکھ دیا اور اس کا سارا خون پی گیا۔ اب ناگ میں پہلے سے بھی زیادہ توانائی آ چکی تھی۔ کالی ماتا نے حکم دیا ناگ تمہارے سامنے میرا دشمن کھڑا ہے۔ اس کا بھی خون پی جا۔ ناگ نے غصے سے عنبر کی طرف دیکھا وہ اسے بالکل نہیں پہچان رہا تھا۔ اور پھنکارتا ہوا عنبر کی طرف بڑھا۔ عنبر نے اپنا بازو آگے کر دیا اور ناگ نے جوں ہی اس کے گوشت میں دانت گاڑنے چاہے۔ اس کے دانت ٹوٹ گئے۔ اسے ایسا لگا کہ اس نے فولاد پر اپنے دانت گاڑنے کی کوشش کی ہے۔ وہ غصے سے آگ بگولا ہو گیا۔ کالی ماتا نے جو یہ دیکھا تو کہا ناگ میں نے تیری ساری طاقت واپس کر دی ہے۔ سوائے تیرے دماغ کے جو میرا تابع ہے۔ ناگ نے غصے میں اپنے آپ کو ہاتھی میں تبدیل کر لیا۔ لوگوں نے ماتا کی جے کے نعرے لگائے۔ ناگ ایک بدمست ہاتھی کی طرح عنبر کی طرف بڑھا اور اپنی لمبی اور توانا سونڈ ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رسّے کی طرح اُس کے گرد لپیٹ کر اُسے اُٹھانا چاہا۔ لیکن وہ پورا زور لگانے کے باوجود بھی عنبر کو ایک اِنچ بھی نہ اُٹھا سکا۔ اُسے معلوم ہو رہا تھا کہ ساری زمین اور آسمان کا وزن اِس میں آگیا ہے۔ اس شکست سے وہ بہت زیادہ غصے میں آگیا۔ اور فوراً شیر بن دھاڑا اور عنبر پر حملہ آور ہوگیا۔ لیکن نہ تو وہ دانت ہی گوشت میں گاڑ سکا اور نہ ہی ناخن اسے گزند پہنچا سکے۔ وہ تابڑ توڑ حملے کرتا رہا لیکن عنبر کو جنبش تک نہ ہوئی۔ وہ چاہتا تو شیر کا منہ پکڑ کر چیر سکتا تھا۔ ہاتھی کی سونڈ توڑ کر ٹکڑے کر سکتا تھا۔ لیکن اُسے عِلم تھا ناگ کا دماغ جادو کے اثر میں ہے۔ جب ناگ کے تمام حربے ختم ہوگئے تو عنبر نے کالی ماتا کی طرف دیکھا اور کہا۔ میرے بھائی کو میرے ہاتھوں مروانے کی بجائے اپنی شکتی کو میرے مقابلے میں لاؤ۔ یاد رکھو تمہارے اقتدار کا سورج اِس سیارے پر غروب ہو چکا ہے۔ یہاں کالی ماتا کی جے کی بجائے اللہ اکبر کے نعرے گونجیں گے۔ جن بارہ ہاتھوں پر مان کرتی ہو میں انہیں توڑ ڈالوں گا۔

پھر کیا ہوا، جاننے کے لیے قسط نمبر ۴۶
"ناگ غائب ہوگیا" پڑھیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا

موت کے تعاقب کی دا...

۵ ہزار سالہ سفر کی پُر اسرار اور سنسنی خیز داستان

مصنّف: اے حمید

۱۔ لاش کی ملاقات	۵/-
۲۔ جہاز ڈوب گیا	۵/-
۳۔ مندر کی چڑیل	۵/-
۴۔ پُراسرار غار کی مورتی	۵/-
۵۔ ناگ لندن میں	۵/-
۶۔ تابوت میں سانپ	۵/-
۷۔ موت کا دریا	۵/-
۸۔ سانپ کا انتقام	۵/-
۹۔ سانپ کی آواز	۵/-
۱۰۔ ناگ کا قتل	۵/-
۱۱۔ شاہ بلوط کا خزانہ	۵/-
۱۲۔ پتھر کا ہاتھ	۵/-
۱۳ طوفانی سمندر کا بھوت	۵/-
۱۴۔ ڈائناسورس کا جزیرہ	۵/-
۱۵۔ سیاہ پوش سایہ	۵/-
۱۶۔ انسانی بلّی	۵/-
۱۷۔ سانپوں کا جنگل	۵/-
۱۸ ماریا اور بن مانس	۵/-
۱۹ قبر نما انسان	۵/-
۲۰ لکشمی دیوی کا انتقام	۵/-
۲۱ ناگ اور جادوئی ترشول	۵/-
۲۲۔ ناگ عنبر مقابلہ	۵/-
۲۳۔ لاش کی چیخ	۵/-
۲۴۔ آسیب کی رات	۵/-
۲۵۔ ننانوے سیڑھیوں کا راز (سلور جوبلی نمبر)	۱۵/-
۲۶۔ عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں	۵/-
۲۷۔ ماریا اور جادوگر سانپ	۵/-
۲۸۔ نقلی ناگ کی سازش	۵/-
۲۹۔ بابل کی بدروحیں	۴/-
۳۰۔ قبر کی دُلہن (خاص نمبر)	۷/۵۰
۳۱۔ آدھا گھوڑا آدھا انسان	۵/۰۰
۳۲۔ ناگ ناگن مقابلہ	۶/-
۳۳۔ ایک آنکھ والی عورت	۶/-
۳۴۔ مُردوں کی شہزادی	۶/-
۳۵۔ سانپوں کا دربار	۶/-
۳۶۔ قبر اور ڈھانچہ	۶/-
۳۷۔ عقرب دیوتا کا پجاری	۶/-
۳۸۔ کٹا ہوا زندہ ہاتھ	۶/-
۳۹۔ عنبر لاہور میں	۶/-
۴۰۔ چڑیلوں کی ملکہ (خاص نمبر)	۱۲/-
۴۱۔ مُردہ ہونٹ اور ماریا	۶/-
۴۲۔ رات کا کالا کفن	۶/-
۴۳۔ کھنڈرات کی بدروحیں	۶/-

مکتبہ اقراء ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور